اِعلام بہ لزوم والتزام

بقلم فیض رقم

حضرت علامہ شاہ مفتی محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی مدظلہ النورانی

دارالعلوم نوری ہنوری دارالافتاء (نوری نگر) گدرہوا۔ ۳۱۹ بلرام پور۔ یوپی۔ پن ۲۷۱۲۰۱

سن اشاعت۔ باراول ۱۴۳۳ھ

بفیض :　　حضور مُفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بموقعہ:۔　　عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر:۔　　**رضا اکیڈمی بمبئی** ✦ سلسلۂ اشاعت نمبر

مشمُولات

تاریخ تصنیف ________ ۱ر صفر ۱۴۳۳ھ ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۱ء

سن اشاعت باراول ________ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

(۱)

تقدیم

از ـــــ حضرت علامہ مولینا مفتی **اسرار احمد** صاحب قبلہ مد ظلہ النورانی

نوری دار الافتاء بلرام پور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلیٰۤ اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

قرآن کریم فرماتا ہے

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ثُمَّ لَمۡ یَرۡتَابُوۡا وَ جٰھَدُوۡا بِاَمۡوَالِھِمۡ وَ اَنۡفُسِھِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوۡنَ (۲۶ ع ۴ ۱ق)	ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

اور فرماتا ہے

وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا (پ ۵ ع ۸ سورہ نسا آیت ۸۲)	اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے

علمائے ربانیین جن کے قلم کی روشنائی روز قیامت شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی اسی قرآن کریم کے علوم کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بوساطت صحابہ وائمہ وارث ہیں ـــــ اُن کے کلمات وفرمودات میں تعارض جو نظر گمان کرتی ہے خطا ونسیان لازمۂ بشریت کے سوا وہ درحقیقت دستِ کوتاہ ادراک کی نارسائی ہوتی ہے

علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ ـــــ پیشوائے وہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے معاصر ہوکر ـــــ اپنی مشہور زمانہ بے مثال تالیف ''المعتقد المنتقد'' میں نیز سیف الجبار میں بھی ـــــ باوجویکہ فرقۂ وہابیہ

اور بالخصوص اس کے سرغنہ **نجدی و دہلوی ہی کا رد** دونوں کتابوں میں اُن کا مقصود خصوصی ہے ـــــــ
پھر بھی وہ نجدی و دہلوی کی تکفیر کو اوروں کی طرف سے نقل کرتے ہیں مگر خود نہیں کرتے اگر چہ گمراہ و بددین ضرور قرار
دیتے ہیں ـــــــ

اور علامہ **فضل حق** خیر آبادی علیہ **الرحمہ** دہلوی کی تکفیر کرتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ
ـــــــ "جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے کافر ہے" ـــــــ اور پھر علامہ بدایونی کی تالیف **المعتقد المنتقد**
پر **مؤلف** اور **تالیف** کی عظیم و جلیل مدح وثنا کے ساتھ یوں تقریظ لکھتے ہیں ۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
أُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیَ الْحَمِیْد
وَ أَحْمَدُ، وَ أُصَلِّیْ عَلٰی
مَنْ هُوَ مِنْ سَائِرِ حَمَّادِیْهِ
أَحْمَدُ، وَ خُلُقُهُ کَخَلْقِهٖ
مِنْ خَلَائِقِ الْخَلَائِقِ أَحْمَدُ،
وَ اِسْمُهُ کَالْمُسَمّٰی مُحَمَّدٌ
و احمدُ، عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ
وَ صَحْبِهِ الصلوٰةُ الدَّائِمَةُ
وَ السَّلَامُ السَّرْمَدُ،
وَ بَعْدُ فَقَدْ طَالَعْتُ
الرِّسَالَةَ الَّتِیْ صَنَّفَهَا
وَ رَصَّفَهَا مَوْلَانَا

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا
میں اپنے رب کی حمد وثنا کرتا ہوں جو ساری خوبیوں سے
موصوف ہے اور ان کی بارگاہ میں ہدیۂ درود نذر کرتا ہوں
جو کثرت سے حمد الٰہی کرنے والے تمام نفوس سے بڑھ کر
حمد کرنے والے ہیں جن کی صورتِ کریم کی طرح سیرتِ
عظیم بھی تمام مخلوق کی سیرتوں سے زیادہ پسندیدہ اور
سراہی ہوئی ہے جن کا نام نامی محمد واحمد ہے ۔ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ۔ جیسا کہ وہ خود بھی محمد واحمد ہیں یعنی "خوب
خوب سراہے ہوئے" اور "سب سے بڑھ کر حمد الٰہی کرنے
والے" ۔ حضور پر اور آل واصحابِ حضور پر رحمتِ دائمی
وسلامِ سَرمدی ہو ۔
حمد وصلوٰۃ کے بعد ! بیشک میں نے اس رسالے کا مطالعہ
کیا جس کے مصنف ومرتب ہیں ہمارے سردار،

الْأَوْدَعُ الْأَرْوَعُ الْأَوْرَعُ، اَلْبَارِعُ الْمُتَبَرِّعُ، الْفَارِعُ الْمُتَفَرِّعُ، الضَّارِعُ الْمُتَضَرِّعُ، ذُوالْمَنَاقِبِ الثَّوَاقِبِ الْجَلِيْلَةِ، وَالْأَنْظَارِ الثَّوَاقِبِ الدَّقِيْقَةِ، اَلْجَامِعُ بَيْنَ الْعُلُوْمِ الْعَقْلِيَّةِ وَالنَّقْلِيَّةِ، وَمَعَارِفِ الشَّرِيْعَةِ وَالْحَقِيْقَةِ، طَلَّاعُ الثَّنَايَا وَالنِّجَادِ، ذَائِعُ الصِّيْتِ فِيْ اِنْجَادِ الْحَقِّ وَفَلِّ قَرْنٍ طَلَعَ من النجد فِي الْأَغْوَارِ وَالْأَنْجَادِ، العَرِيْفُ الْعِرِّيْفُ الشَّرِيْفُ الْغِطْرِيْفُ، الصَّفِيُّ الْخَفِيُّ الْحَصِيُّ الْحَفِيُّ مَوْلَانَا الْمَوْلَوِيُّ **فضل الرسول** القادری الحنفی

مَتَّعَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِطُوْلِ بَقَائِهٖ وَصَانَهٗ فِيْ حِرْزِهٖ وَوِقَائِهٖ، وَجَعَلَ خَيْرَ أَيَّامِهٖ يَوْمَ لِقَائِهٖ،

فاذا هِيَ مَعَ وَجَازَتِهَا جَامِعٌ لِّحَقَائِقِ الْعَقَائِدِ، دَافِعٌ لِّمَكَائِدِ اَهْلِ الْحَقَائِدِ، كُلُّهَا تِبْيَانٌ وَّاِصْرَاحٌ لِّلْحَقِّ الصُّرَاحِ،

کمال باوقار فضل وکرم ومجد وشرف کے ساتھ اپنے اعلیٰ حسنِ ہیئت وجمال صورت سے حیران کُنِ روزگار، شبہات سے برکنار کمالِ فضیلت کے حامل، مُحسنِ محبانِ دین وعلم، رفیع القدر، اعلمِ علمائے عصر، حضورِ رب عاجزی سے خمیدہ سر، کارنامہ ہائے عظیم وروشن جن کا طرۂ امتیاز، صاحبِ نظرِ دوررس دقیقہ شناس، جامع علومِ عقل وروایت، شہسوارِ رزم گاہِ حق وباطل، ماہر شناسائے راہِ کوہ حائل، حامیِ حق، مُصیبِ مشہورِ اطراف، شہرۂ آفاق صاحبُ الرائے نجدی شکن در ہر نشیب وہر فراز، عالِم علامۂ ذی شرف، قائدِ با اخلاق تابندہ، وفرُ العقل، کمالِ آگاہ حضرت مولانا مولوی **فضل رسول** صاحب قادری حنفی۔

اللہ پاک اہل ایمان کو ان کی درازیِ عمر سے مستفید رکھے اپنے حفظ وامان میں انہیں محفوظ ومصون رکھے اور ان کے ایام زیست میں سب سے بہتر دن کو ان کا یوم وصال کرے۔

دیکھتا کیا ہوں کہ یہ رسالہ مختصر ہونے کے باوجود سچے عقیدوں کا خزانہ اور سیاہ باطنوں کے مکروفریب کے لیے تازیانہ ہے۔ پورا رسالہ باطل کی ملاوٹ سے یکسر پاک، حق کا واشگاف

وَ تَبْيِيْنٌ لِاَوْضَاعِ الْهُدى وَ اِيْضَاحٌ،
طِلَاعُ مُطَالِعِ عِبَارَاتِهَا
الْفِصَاحِ، لِصُبْحِ الْحَقِّ الصَّابِحِ
اِصْبَاحٌ وَّافْصَاحٌ، وَ لِظَلَامِ ظُلْمِ
الْمُبْطِلِ كَشْفٌ وَّفِضَاحٌ، وَ تَلَائُمُ
الْكَلِمِ الَّتِىْ سُرِدَتْ فِيْهَا
بِالْاِقْتِرَاحِ، اِلْأَمٌ لِلْقَرَائِحِ بِالْهَامِ
الْحَقِّ الْقَرَاحِ، وَ كَلْمٌ وَّقَرْحٌ
وَّجَرْحٌ لِّمَنِ اجْتَرَحَ الْاِفْسَادَ
وَالْاِسْتِجْرَاحَ، يَهْتَدِىْ بِهَا
الضِّلِّيْلُ اِلٰى سُنَنِ
اَهْلِ السُّنَّةِ السَّنِيَّةِ،
وَ يَرْتَوِىْ بِهَا الْغَلِيْلُ مِنْ شَرِيْعَةِ
الشَّرِيْعَةِ الْبَيْضَآءِ الْهَنِيَّةِ،
قَدْ فَصَحَ بِهَا فَرْقُ الْفُرْقِ بَيْنَ الْعَقَائِدِ
الْحَقَّةِ الدِّيْنِيَّةِ، وَ بَيْنَ اَبَاطِيْلِ
الْفِرَقِ الدَّنِيَّةِ، وَافْتَضَحَ
بِهَا عَوَارُ الْاَعَاوِرِ الرَّدِيَّةِ'
مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَالنَّجْدِيَّةِ،

تبیان اورکجی وضلالت سے بچانے والے رہنما اصول کا روشن بیان ہے۔رسالہ کی عباراتِ فصیحہ میں غواصی کرنے والے کی غواصی حق کے روئے روشن کی نورانیت کو صاف اجاگر کردیتی اورظلمتِ باطل کے اندھیر کورُسوا و بے نقاب کردیتی ہے۔رسالے میں نئے نرالے اسلوب میں (سوچ سوچ کرنہیں بلکہ) فی البدیہہ جوکلمات لائے ہیں ان کی تعارض سے برکنار ہم آہنگی بیمار ذہنوں کے لیے شفا ہے کہ وہ دلوں میں حقِ خالص کوجلوہ دیتی ہے۔اور فسادانگیزوں کے لیے کاٹ ہے مار ہے وارِ جگر شگاف ہے۔گمراہی کے اندھے کوئیں میں گرا شخص اس رسالے سے اہل سنّتِ تاباں کے نقشِ قدم پائے گا۔اور طلب حق میں نہایت پیاسی جان شریعت کے صاف شفاف خوشگوار چشمے سے سیراب ہوگی۔اس رسالے سے دین کے برحق عقیدوں ______ اور ______ رذیل فرقوں کی باطل باتوں کے بیچ قائم خطِ امتیاز مثل صبح روشن ہوگیا ______ اوررذیل کوردلانِ معتزلہ ونجدیہ کے معایب مذہب کا پردہ فاش ہوگیا

فَـاِذْ قَـدْ نَـجَـدَ بِهَـا الْحَـقُّ نُجُوْدًا ،
تُـرِکَ کُـلُّ نَـجْدِیٍّ مَنْکُوْدًا مَنْجُوْدًا ،
بَـلْ هَـالِکـاً مَـنْـجُـوْدًا ، یَـجِـدُ عَلَیْهَا کُلُّ
مَـنْ بَـغٰـی وَ طَـغٰـی وَ جْـداً ، وَ یَـجِـدُ بِهَا
کُلُّ مَنْ بَغٰی وُجْدَ الرُّشْدِ فَیَجِدهٗ بِهَا وُجُوْداً ،

فَـجَـزَی اللّٰهُ مَـوْلَانَـا خَیْـرَ الْجَزَآءِ ،
وَ خَـصَّـهٗ مِـنْ فَـضْلِـهِ الْعَمِیْمِ بِـاَوْفَی
الْاَجْـزَآءِ ، وَتَـقَـبَّـلَ جُهْـدَهٗ وَ شَـکَـرَ
سَـعْیَـهٗ ، و اَحْسَـنَ فِـی الـدَّارَیْـنِ
رَعْیَـهٗ ، امِیـن بِـمُـحَـمَّـدِ الْاَمِیْـنِ ،
وَ الِـهِ الْـمَیَـامِیْـنِ وَصَـحْبِـهِ الْمُحَامِیْنَ ،
عَلَیْهِ وَ عَلَیْـهِمْ اَزْکیٰ صَـلٰوۃِ الْمُصَلِّیْـنَ ،
وَ اَسْـنٰـی تَسْـلِیْـمَـاتِ الْـمُسَلِّمِیْنَ ،
وَ جَـزَاهُ وَ جَـزَاهُـمْ اَحْسَـنَ
جَـزَاءٍ عَـنْ سَـائِـرِ الْـمُـصَـلِّیْـنَ ،
مِنَ الْمُـؤْمِنِیْنَ وَ الْمُـسْلِـمِیْنَ۔

کَتَبَـهُ الْـعَبْـدُ الْـفَقِیْرُ اِلٰی رَبِّـهِ الْغَنِی
محمّد فَضْل حَق الفاروقی
الحنفی الخیر آبادی

اس لیے کہ حق جب اس سے خوب واضح ہوگیا تو سارے
نجدیہ ایسے سرنگوں رہ گئے کہ ہاتھ میں کاسۂ گدائی لیے
پھرتے ہیں اور بھیک تک نہیں ملتی۔ نہیں نہیں بلکہ نجدیہ
سرے سے نیست ونابود و تباہ و برباد ہوکر رہ گئے۔ جادۂ حق
سے برگشتہ ہر سرکش اس رسالے سے بہت اندوہگیں ہوگا
اور دواتِ رُشد کا ہر طالب اس رسالہ کا گرویدہ ہوگا اور اس
کی بدولت دواتِ رُشد ضرور پائے گا۔

اللہ پاک حضرت مولینا کو بہتر جزا دے اور انہیں
بالخصوص اپنے فضل عمیم سے کامل تر حصہ عطا فرمائے اور
ان کی کوشش بلیغ مقبول اور سعی مشکور فرمائے۔ اور
دو جہاں میں ان کی اچھی حفاظت فرمائے۔ الٰہی ایسا ہی کر
صدقہ والیِ امت محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کا اور حضور
کی بابرکت آل اور جاں نثار صحابہ کا۔ حضور اور آل و
اصحابِ حضور پر درود بھیجنے والوں کے نہایت بابرکت درود
اور سلام بھیجنے والوں کے عالی تر سلام ہوں۔ اور اللہ پاک
حضور اور آل و اصحابِ حضور کو درود و سلام بھیجنے والے
سارے مسلمانوں کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا
فرمائے۔ اپنے ربِ بے نیاز کے بندۂ نیازمند
محمد فضل حق فاروقی حنفی خیرآبادی نے اسے لکھا۔

اللہ پاک آغاز وانجام میں اس سے اپنی ظاہر وباہر مہربانی کے ساتھ معاملہ فرمائے ۔	عَامَلَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهِ الْبَادِیْ فِی الْعَوَاقِبِ وَالْمَبَادِیْ۔

یہ پُرفصاحت و بلاغت تقریظ اُن کی ہے جو اسماعیل دہلوی کو کافر کہتے ہیں ـــــــــ اور ـــــــــ ان کی تالیف پر ہے جو اسماعیل دہلوی کو گمراہ بددین کہتے ہیں ملزوم الکفر جانتے ہیں مگر کافر نہیں کہتے ـــــــــ تو کیا تعارض ہوگیا؟ ـــــــــ اختلافِ تحقیق ہوگیا؟ ـــــــــ نہیں ـــــ کچھ نہیں ـــــ اور ہرگز نہیں ـــــــــ

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دہلوی عبارات' دونوں حضراتِ ممدوح کی نظر میں کفر لزومی و متبین فی الکفر ہیں۔ متعین نہیں ـــــــــ اس کی بروجہ تحقیق تفصیل اور رفع تعارض کی تشکیل ـــــــــ "اعلام بہ لزوم والتزام" ـــــــــ میں ایسے قابلِ قبول افکار اور دل نشین اسلوب میں فرمائی ہے جو اس کے غیر میں نہ ملے گی۔

اس پوری تحریرِ نفیس کو دیکھنے سے میں نے شرف حاصل کیا اور اسے حق وصواب پایا۔ "اعلام بہ لزوم والتزام" کو مولیٰ تعالیٰ حق کے متلاشیوں کے لیے منارۂ نور اور فتنہ وکجی کے دلدادوں کے لیے حسرت وعذاب کرے۔

اور ہمیں حضرت مصنف جیسے برگزیدہ بندوں کے برکاتِ انفاس سے دونوں جہان میں بہرہ ورفرمائے۔ آمین یا ارحم الرٰحمین بجاہ حبیبک رحمة للعلمین صلِّ و سَلِّم و بَارِک علیه و علی اله و صحبه و حزبه و ابنه اجمعین الیٰ یوم الدین واخر دعوٰنا ان الحمد للّٰه رب العلمین ۔

اسرار احمد نوری

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹ گدرہو ابلرام پور یوپی پن ۲۱۲۰۱۷

شنبہ ۵ر صفر ۱۴۳۳ھ ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۱ء

☆استفتاء☆

کیا حکم ہے شریعت مطہرہ میں اس قائل کا جو طاہر القادری کے نام سے مشہور ہے اور تنظیم منہاج القرآن کا بانی وصدر ہے۔ اس نے حال ہی میں ۲۵ ستمبر ۲۰۱۱ء کو لندن میں پیس فار ہیومینٹی کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں بہت سے الگ الگ مذہب کے ماننے والوں کو جمع کیا۔ اسی کانفرنس میں اسٹیج پر موجود لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

Allah means God, nothing else, it is not special thing for muslim. Allah is the Arabic word for God for Brahma, for lord, for the creater you know. But you can raise any word specified for your us remember our lord lord according to your own religion, so let according to our own traditions and religions. Remember our God !

یعنی ــــــــــــــــ ''اللہ معنی گاڈ اور کچھ نہیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے خاص نہیں۔ اللہ عربی لفظ ہے گاڈ' برھما' لارڈ (رب) یا کریئٹر (خالق) کے لیے۔ لیکن آپ (اسے یاد کرنے کے لیے) کسی بھی لفظ کی آواز بلند کر سکتے ہیں جو آپ کے مذہب کے مطابق آپ کے رب کے لیے خاص ہو! تو آؤ ہم اپنے رب کو یاد کریں اپنے اپنے مذہب اور رسموں کے مطابق (حکم دیتے ہوئے کہا) یاد کرو اپنے گاڈ کو'' ــــــــ اس کے بعد مسٹر طاہر اور اسٹیج کے نیچے مجمع نے اللہ اللہ کہنا شروع کیا جبکہ اسٹیج پر جو کھلے کفار تھے سب خاموش رہے اسکے بعد طاہر اسٹیج پر موجود ایک ہندو پنڈت کی طرف بڑھا اور اسے مائک دیتے ہوئے کہا

"Any god you want to say, any word probably any name according to your religion"

یعنی کوئی لفظ یا نام تم گاڈ کے لیے لینا چاہتے ہو تمہارے مذہب کے مطابق؟ تب پنڈت مائک لے کر ہرے راما' ہرے کرشنا' زوردار آواز میں بولتا رہا (یہ ہندو مذہب کا ایک منتر ہے جسے ہندو رام اور کرشن کی عبادت کرتے ہوئے بطور دعا کہتے ہیں جس کا معنیٰ ہے رام اور کرشن میرے دکھ، تکلیف کو دور کرو) جب پنڈت اپنا جاپ ختم کر چکا تب طاہر نے مائک لے جا کر اسٹیج پر موجود ایک کرسچن کو دیا کرسچن نے کہا

''Jesus Jesus Jesus father god,Amen'' ''یعنی جیسس، جیسس، جیسس، فادر گاڈ، آمن'

(عیسائی لفظ جیسس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فادر گاڈ سے اللہ تعالیٰ مراد لیتے ہیں) اس کے بعد مسٹر طاہر مائک ایک بدھسٹ پجاری کے پاس لے گیا اور پجاری مائک لے کر نمو بدّھائے نمو بدّھائے بولنے لگا گوتم بدھ کی عبادت کرتے ہوئے بدھسٹ ایسا کہتے ہیں جس کا معنیٰ ہے بدھ کو میرا سجدہ اور مجرا۔ اسی طرح اور کفار نے اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق اپنے معبود کا نام جپا۔ اس سب کے بعد طاہر نے لا الہ الا اللہ کہنا شروع کیا تو پھر اسٹیج پر موجود سارے کفار خاموش رہے مگر ایک بدھسٹ نمو بدھائے، اوم بدھائے کہتا رہا۔

اسی طاہر القادری نے کافی عرصہ پہلے ۱۹؍دسمبر ۱۹۸۹ء کو ایک محفل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ علامہ فضل حق خیرآبادی نے شاہ اسمٰعیل دہلوی کو فتوۃ کافر کہا اعلیٰ حضرت نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا سکوت فرمایا تو بولے علامہ فضل حق خیرآبادی کو اہلسنت سے خارج کریں گے یا اعلیٰ حضرت کو کریں گے انھوں نے کفر کا فتویٰ دیا انھوں نے خاموشی اختیار کی انھوں نے وجوہ کفر کے بیان کیے لزوم بیان کیے مگر فتویٰ کفر کا نہیں لگایا اب آپ نے جو جن علمائے دیوبند کے کفر کے فتوے اعلیٰ حضرت اور بعض دیگر اکابر علماء کے حوالے سے بیان کیے سن لیں اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت نے تحقیق کی مگر اعلیٰ حضرت نے یونہی شروع سے فتویٰ نہیں لگا دیا وہ ان کے ہم عصر تھے ہم زمانہ تھے ان کی عبارتوں پر گرفت کی ان کو خطوط لکھے پھر خطوط لکھے اشتہار بھیجے رابطہ کیا تو بہ کے لیے کہا اتمام حجت کیا اعلیٰ حضرت کو جب اپنی تحقیق اور پوری دیانت کی بنا پر اطمینان ہوا علیٰ وجہ التحقیق علیٰ وجہ الدیانۃ انھوں نے کفر کا فتویٰ لگایا

مگر یہ اسی طرح کی بات ہے جس طرح علامہ فضل حق خیرآبادی نے اپنے دور میں لگایا مگر اعلیٰ حضرت کا دور بعد کا دور تھا

چونکہ بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی لہٰذا محروم ہوا خاموش رہے اہل سنت ہی کے وہ علماء ہیں جنہوں نے فتویٰ کفر کا نہیں لگایا خاموشی اختیار کی تو دونوں راستے موجود ہیں جس پر آپ کی طبیعت چاہے عمل کریں۔

المستفتی ۔احمر ۔غوث نگر ۔الہ آباد ۔۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

☆الجــــــــــــــــــــــــــــــواب☆

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و الہ الفخیم

قائل کسے باشد خاک بودیا جسے باشد اُس کی طرف سے کافروں نہ کافروں بلکہ ان کے مذہبی پیشواؤں کی یہ تعظیم کہ اُنہیں مسلمانوں سے اونچا کیا سخت حرام تھی مگر اس کی اُس سے کیا شکایت جبکہ وہ اُن سے مخاطب ہو کر کہتا ہے

کہ ـــــــــ ''اللہ معنی گاڈ اور کچھ نہیں ۔ یہ مسلمانوں کے لیے خاص نہیں ۔ اللہ عربی لفظ ہے گاڈ ' برھما' لارڈ (رب) کریٹر (خالق) کے لیے ۔لیکن آپ (اسے یاد کرنے کے لیے) کسی بھی لفظ کی آواز بلند کر سکتے ہیں جو آپ کے مذہب کے مطابق آپ کے رب کے لیے خاص ہو! تو آؤ ہم اپنے رب کو یاد کریں اپنے اپنے مذہب اور رسموں کے مطابق (حکم دیتے ہوئے کہا) یاد کرو اپنے گاڈ کو'' ـــــــــ

اول تو کافروں کو دین اسلام کے سوا ان کے اپنے مذہب میں جو طریقۂ عبادت ہو اُس کا اذن اُسے پسند کرنا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (پ ۳ ع ۱۷ آیت ۸۵)	اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے وہ ہرگز قبول نہ فرمایا جائے گا اور اسے آخرت میں خسارہ رہے گا

اور فرماتا ہے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَااخْتَلَفَ الَّذِیْنَ	بے شک اللہ کے نزدیک دین یہی اسلام ہے
اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَ ھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا	یہود ونصاریٰ نے دانستہ براہ سرکشی اس کا خلاف کیا
بَیْنَهُمْ (پ۳ ع۱۰ آیت ۱۹)	

ثانیا کفار نے جو اپنے مذہب کے مطابق ایک سب سے بڑی ہستی خیال کر کے اس کا نام رام وغیرہ رکھ لیا ہے وہ ان کا وہمی خیالی معبود ہے۔ وہ ہرگز اللہ نہیں ہے کہ ـــــ اللہ عزوجل کو جاننا بحمدہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے کوئی کافر کسی قسم کا ہو ہرگز اسے نہیں جانتا۔ کفر کہتے ہی ہیں جہل باللہ کو یعنی اللہ کو نہ جاننے کو ـــــــــ

ناواقفوں کو اگر یہاں شبہ ہو کہ کافروں کے سیکڑوں فرقے اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں بلکہ مانتے بھی ہیں یہود ونصاریٰ توریت وانجیل کو اسی کا کلام جان کر اعتقاد رکھتے ہیں ـــــــــ

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ ماننا یعنی انکار کرنا کسی بھی شئی کا تین طرح سے ہوتا ہے ـــــ **اول** سرے سے اس شئی کا انکار۔ مثلاً کوئی کہے ''شربت'' سرے سے کوئی چیز ہے ہی نہیں ـــــ **دوم** اس شئی کے لیے جو کچھ لازم وضروری ہو اس کا انکار۔ مثلاً کوئی کہے کہ شربت ہے تو سہی ایک چیز مگر اس میں مٹھاس بالکل نہیں ہوتی ـــــ **سوم** شئی کے لیے وہ کچھ ثابت کرنا جو اس شئی کی یا اس کے لازم کی ضد ہو۔ جیسے کوئی کہے ''شربت'' ایک کڑوے مشروب کا نام ہے ـــــ ظاہر ہے کہ ان دونوں پچھلوں نے اگر چہ زبان سے شربت کو موجود کہا مگر حقیقت میں شربت کو نہ جانا۔ وہ اپنے وہم وخیال میں کسی ایسی چیز کو شربت سمجھے ہوئے ہیں جو ہرگز شربت نہیں۔ تو شربت کو نہ ماننے اور نہ جاننے میں یہ دونوں اور وہ پہلا جس نے سرے سے شربت کا انکار کیا سب برابر ہیں صرف لفظ میں فرق ہے ـــــــ

اللہ عزوجل کو تمام صفاتِ کمال لازمِ ذات ہیں اور ہر عیب ونقص اس پر محال بالذات ہے۔ کیونکہ عیب ونقص

اس کے کمالِ ذاتی کی ضد ہے ـــــ

کفار میں ہرگز کوئی نہ ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی کسی صفتِ کمال کا انکار نہ کرتا ہو یا معاذ اللہ اس کے لیے کوئی عیب ونقص نہ مانتا ہو۔ تو دہریے اگر پہلی قسم کے منکر ہیں کہ خدا کا وجود ہی نہیں مانتے باقی سب کفار پچھلی دو قسموں کے منکر ہیں۔

بہر حال اللہ عزوجل کو نہ جاننے میں وہ اور دہریے برابر ہوئے وہی لفظ وطرز ادا کا فرق ہے دہریوں نے سرے سے انکار کیا اور ان قہریوں نے اپنے وہم وخیال میں ایک نقشہ تراش کر اور اس کا نام خدا رکھ کر لفظ کا اقرار کیا ـــــ مولیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (پ۲۵ ع۱۹ آیت ۲۳)	دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا

والہذا کریمہ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ کے تتمہ میں ارشاد ہوا قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ـــــ

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ (پ۲۱ ع۱۲ آیت ۲۴)	اگر ان سے پوچھو زمین وآسمان کا خالق کون ہے کہیں گے اللہ تم کہو حمد اللہ کو

کہ اُس کے منکر بھی اِن صفات میں اُسی کا نام لیتے ہیں اپنے معبودان باطل کو اس لائق نہیں جانتے۔ مگر کیا اس سے یہ کوئی سمجھے کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں ـــــ نہیں نہیں

بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (پ۲۱ ع۱۲ آیت ۲۴)	اکثر اسے جانتے ہی نہیں۔
اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ (پ۸ ع۱ آیت ۱۱۶ سورہ ۶)	وہ تو یوں ہی اپنی سی اٹکلیں دوڑاتے ہیں ـــــ

جیسے اور بہتیرے معبود گڑھ لیے کہ

اِنۡ هِیَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ (پ۲۷ ع۵ آیت ۲۳ سورہ ۵۳)	وہ نرے نام ہیں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے دھر لیے اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری ـــــ

یونہی اپنی اندھی اٹکل سے ایک سب سے بڑی ہستی خیال کر کے اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے حالانکہ وہ اللہ نہیں۔ کیونکہ جن صفات کا یہ اس ہستی کو بتاتے ہیں اللہ عزوجل اُن صفات سے بہت بلند و بالا ہے ـــــــ

(مختصراً مقتبساً من المجلد الاول للفتاوی الرضویہ ص۴۳۵) ـــــــ

جب کفر و شرک کا عقیدہ رکھنے والوں کو جب کہ وہ زبان سے لفظ اللہ ہی کہتے تھے قرآن کریم نے فرمایا وہ اللہ سے جاہل ہیں اللہ کو جانتے ہی نہیں ـــــــ

تو گاڈ اور رام و کرشن بولنے والے اللہ کو جاننے والے کہاں سے ہو جائیں گے ـــ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو وہ اپنے مذہب کے مطابق جس کا نام اللہ یا رب وغیرہ رکھیں گے وہ نہیں ہوگا مگر ان کا مزعوم وہمی معبودِ باطل۔ اور وہ یاد بھی نہیں کریں گے مگر اُسی کو جو اُن کے زعم میں وہمی خیالی معبودِ باطل ہے۔ تو انہیں یہ اذن دینا کہ ـــــــ تمہارے مذہب تمہارے عقیدے میں تمہارے معبود کے لیے جو خاص نام ہو اُس نام سے تم اپنے معبود کو اپنے مذہب اور اپنی رسم کے مطابق یاد کرو ـــ اور معلوم ہے کہ وہ اس پر کفر و شرک بکے بغیر نہیں رہیں گے تو یہ کفر و شرک کی اجازت دینا ہوا ـــــــ پھر جب انھوں نے اپنے معبودانِ باطلہ رام، کرشن، بدھ کا نام جپا اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا بھی نام لیا تو معاذ اللہ بطورِ خدا و ابن اللہ لیا یہ ان لوگوں کا کفر و شرک تھا ـــ اس سے اُنہیں اپنی محفل میں روکنا کہاں بلکہ موقع دینا کفر و شرک پر راضی ہونا ہے اور کفر کی اجازت کفر پر رضا خود کفر ہے ـــــ

فتاویٰ مصطفویہ میں فرمایا ـــ ''مشرکین کا مذہب نامہذب ہے کہ خدا ہر چیز میں رما ہوا سرایت و حلول کیے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ رمنے اور حلول کرنے سے پاک ہے۔ مشرک خدا کو اپنے اسی عقیدۂ خبیثہ کی بنا پر رام کہتے ہیں۔

تو خدا کو رام کہنا کفر ہوا اور خدا خدا کرنا عبادت اور کفر کو عبادت جاننا کفر۔ اور نہ سہی فرض کیجئے کہ وہ رام کے یہ معنی بھی نہ سمجھتا ہو جب بھی ہمارا خدا وہ نہیں جو ہنود بے بہود کا مزعوم خدا ہے جسے مشرکین نے خدا سمجھ لیا ہے۔ قرآن عظیم اس پر شاہد ہے۔ ارشاد فرماتا ہے

قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ (پ۳۰ ع۳۴)	تم فرمادو اے کافرو میں نہیں پوجتا جسے تم پوجتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی بندگی میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں تمہارے معبودوں میں سے کسی کا پوجنے والا ہوں اور نہ تم میرے معبود حقیقی عزوجل کے عابد و پرستار ہو

اور فرماتا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (پ۲۴ ع۴)	اور انھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا

تو معلوم ہوا کہ اللہ وہ نہیں جو کفار کا مزعوم ہے اور جسے وہ رام رام سے پکارتے ہیں تو ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کا خدا خدا کرنا اور کفار کا رام رام بکنا ہرگز ایک نہیں ہوسکتا۔ **اور کفار کے رام رام جپنے کو خدا کی یاد جاننا بیشک الحاد ہوا"** ـــــ (فتاویٰ مصطفویہ ص۶۰۰) ـــــ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر و شرک مٹانے آئے۔ جو حضور پر کفر و شرک کی اجازت دینے کا افتراء باندھے کافر ہے۔ کفار مکّہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت کہتے

لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ	ہم تیری خدمت کو حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں

جب اس سے آگے یہ کہنا چاہتے

اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ	مگر وہ شریک کہ تیرا ہی مملوک ہے تو اس کا بھی مالک اس کی ملک کا بھی مالک

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

وَیْلَکُمْ قَطْ قَطْ (۱)	تمہیں خرابی ہو بس بس۔

(۱) صحیح مسلم باب التلبیہ وصفتھا ووقتھا بلفظ قد قد بجائے قط قط

یعنی آگے نہ بڑھو استثناء نہ گڑھو ـــــ (اقتباس فتاویٰ رضویہ ص ۷۳۶ ج ۱) ـــــ حالانکہ وہ وقت مسلمانوں کے انتہائی ابتلا و آزمائش اور کافروں کے زور و غلبہ کا تھا اور کافر وہاں بن بلائے آئے اور کفر و شرک بکنے کے خواہاں تھے۔

تو جو خود بلا کر کفر و شرک بکنے کا موقع دے اسے منہاج نبوت سے کیا واسطہ۔ **اس پر حکم کفر نقد وقت ہے** کہ وہ کفر پر راضی ہوا اور نہ صرف اس پر بلکہ مجمع میں شریک جو کوئی بھی کفر و شرک کی اجازت اور تفوہ پر راضی ہوا اس پر بھی۔ اور جو ناواقف محض مسلمانوں سنیّوں کی خالص محفل سمجھ کر آیا اور ان کفریات و وبالات کو دیکھ سن کر بُرا تو جانا مگر وہاں سے اٹھ کر چل نہ دیا وہ مبتلائے گناہ و حرام ہوا ـــــ قرآن عظیم کی نص قطعی نے ایسی جگہ سے فوراً ہٹ جانا فرض کر دیا اور وہاں ٹھہرنا فقط حرام ہی نہ فرمایا بلکہ ارشاد کیا

وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا

(پ۵ ع۱۷ آیت ۱۴۰)

بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہوتا اور ان کی ہنسی کی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور باتوں میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا

کیا معبودانِ باطلہ کی نام جپائی پرستش و دہائی اللہ کی آیتوں کا انکار اور ہنسی نہیں؟ ذکر الٰہی کے مطالبے پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کو فادر گاڈ کہنا ان کے اپنے مذہب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو خدا کا بیٹا اور خدا بتانا ہوا خود قرآن عظیم نے ان کا یہی اعتقاد بتایا۔ کیا یہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور ہنسی نہیں؟ ـــــ

اور جب ہے اور بے شک ہے تو مسلمانو! کیا قرآن عظیم کی یہ آیتیں تم نے منسوخ کر دیں یا اللہ عزّ وجلّ کی اس سخت وعید کو سچا نہ سمجھے یا کافروں جیسا ہونا قبول کر لیا ـــــ

اور جب کچھ نہیں تو پھر ایسے جلسے میں شرکت کیوں ہے جو خدا اور سول وقر آن پر اعتراضوں کے لیے کیے جاتے ہیں ــــ بھائیو! ـــــــ میں نہیں کہتا قر آن فرماتا ہے کہ ــــ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ ــــ ایسے جلسوں میں شرکت والے سب انہیں کافروں کے مثل ہیں وہ اعلانیہ کافر ــــ یہ زبان سے کلمہ پڑھیں اور دل میں خدا اور سول وقر آن کی اتنی عزت نہیں کہ جہاں اللہ ورسول وقر آن کی توہین ہوتی ہو وہاں سے بچیں تو یہ منافق ہوئے۔ جب تو فرمایا کہ ـــــ اللہ اُنہیں اور انہیں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا ــــ الٰہی اسلامی کلمہ پڑھنے والوں کی آنکھیں کھول

ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

مسلمان اگر قر آن عظیم کی اس نصیحت پر عمل کریں تو ابھی ابھی دیکھیں کہ دشمنان خدا کے سب بازار ٹھنڈے ہوئے جاتے ہیں ملک میں ان کے شور وشر کا نام ونشان نہ رہے گا جہنم کے کندے شیطان کے بندے آپس ہی میں ٹکرا ٹکرا کر سر پھوڑیں گے اللہ ورسول وقر آن عظیم کی توہینوں سے مسلمانوں کا کلیجہ پکانا چھوڑیں گے اور اپنے گھر بیٹھ کر بکے بھی تو مسلمانوں کے کان تو ٹھنڈے رہیں گے اے رب میرے توفیق دے جل وعلا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ وآلہ وسلم ــ (اقتباس فتاوی امام اہل سنت ص ۱۷۰ ج ۱) ــــــ

ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے والے ابن الوقت مَنِش تقریبًا صدی پیشتر اس تفوہ سے زبان آلودہ کرچکے کہ ـــ'' مسجد نبوی میں وفودِ کفار قیام کرتے تھے اور اپنے طریقہ پر عبادت بھی کرتے تھے '' ـــــ اس پر امامِ مؤیّد مِنَ اللہ سیدی شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ـــــ '' یہ کہنا کہ وفود کفار مسجد نبوی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں اپنے طریقے پر عبادت کرتے تھے محض جھوٹ ہے ـــــ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسے جائز رکھنے کا اشعار حضور اقدس۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پر افترائے فُجّار

ـــــ حاشا کہ اللہ کا رسول گوارا فرمائے کہ کسی مسجد نہ کہ خاص مسجد مدینہ کریمہ میں نہ کہ خود حضور اقدس۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے سامنے بتوں یا مسیح کی عبادت کی جائے ـــــ اِن مفتریوں کے نزدیک خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں خود حضور کے سامنے کفار اپنے طریقے کی عبادت کرتے تھے (معاذ اللہ)

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ۔ (پ١٦ ع١٢ سورة٢٠ آیت٦١)	تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کردے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مسجد کریم کے سوا کوئی نشست گاہ نہ تھی جو حاضر ہوتا یہیں حاضر ہوتا۔ کسی کافر کی حاضری معاذ اللہ بطورِ استیلا و استعلا نہ تھی بلکہ **ذلیل** وخوار ہوکر یا اسلام لانے کے لیے یا تبلیغ اسلام سننے کے واسطے کہاں یہ اور کہاں وہ جو بدخواہانِ اسلام نے کیا'' ـــــــــ (فتاوی رضویہ ص٨٤ ج٦)

اور ـــــ ''**المَحَجَّة المُؤتَمِنَه**'' میں فرمایا ـــــ ''**مسئلہ ـــ دخولِ کافر بہ مسجد** ـــ یہ **تمام متون** مثل **تحفۃ الفقہا** وہدایہ ووقایہ وکنز ووافی ومختار واصلاح وغرر و**ملتقی** وتنویر اوران کے سوا محیط سرخسی واشباہ ونظائر ووجیز کردری وخزانۃ **المفتین** وفتاوی ہندیہ **سب میں** ذمّی کے ساتھ مقید ہے ـــــ

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

قال ابو حنيفة يجوز للكتابي دون غيره واحتج بما رواه احمد في مسنده بسند جيد عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يدخل مسجدنا هذا بعد عامنا هذا مشرك الا اهل العهد و خدمهم . (فتاوی رضويه ص ٥٢٣ مترجم ج١٤)	امام ابوحنیفہ نے فرمایا مسجد میں کتابی (ذمی) کا آنا جائز ہے اور کفار کا نہیں اور امام اس پر اس حدیث سے سند لائے جو امام احمد نے اپنی مسند میں کھری اسناد کے ساتھ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے سوائے ذمیوں اور ان کے غلاموں کے۔

کتاب وسنت اور اساطینِ **ملت** کے ان واضح ارشادات کے بعد کسی ذی انصاف پابندِ اتباعِ اسلاف کو مجالِ دم زدن نہ رہی ـــــ اب بھی ذہنِ قاصر کسی تاریخ یا سیرت نگار کی اس کے برخلاف کسی نقل وروایت سے استناد پر جمود سے

باز آنے کے لیے تیار نہ ہو تو امام مجتہد مطلق سیدنا احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ملاحظہ ہو

و فی المقاصد والبرھان والاتقان وغیرھا عن الامام الاجل احمد بن حنبل رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال ـــــ" ثلث کتب لا اصل لھا المغازی والملاحم والتفسیر

(الاتقان جزء۴ص ۸۷۴)

مقاصد، برہان اور اتقان وغیرہ میں امام اجل احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ وہ فرماتے ہیں ـــــ "تین فنون کی کتابیں بے سند ہیں ان کی کوئی اصل نہیں (۱) کتب سیرت (۲) کتب تاریخ (۳) کتب تفسیر" ـــــ

امام اہل سنت قدس سرہ نے اس کو نقل فرما کر کہا

قلت ھذا وان لم یکن جاریا علی اطلاقہ لما یشھدبہ الواقع الا انہ لم یقلہ مالم یر الخلط غالبا علیھا کمالا یخفیٰ وھذا فی زمانہ فکیف بما بعدہ

(فتاوی رضویہ مترجم ص ۵۳۷ ج ۲۸)

میں کہتا ہوں اُن کے فرمانے کا یہ مطلب تو خیر نہیں ہے کہ تاریخ و سیرت و تفسیر کی سب کتابیں اور از اول تا آخر ایسی ہی ہیں۔ کیونکہ وہ کتابیں اور جو کچھ اُن میں ہے گواہ ہیں کہ اُن امام اجل کے فرمانے کا یہ مطلب نہیں ـــــ تاہم اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے بے سند باتوں کی آمیزش ان کتابوں پر غالب دیکھ کر ہی ایسا فرمایا۔ یہ اُن امام اجل کے زمانے یعنی (تیسری صدی ہجری) کا حال تھا تو اس کے بعد کیسا کچھ حال ہوا ہوگا۔

جسے کھلے کافروں مشرکوں، منہ پر اسلام و قرآن کو جھٹلانے والوں سے غیرت نہیں وہ اگر ان کافروں سے جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہیں شیر و شکر ہو جائے تو کوئی حیرت نہیں مگر اوہام باطلہ کے چرخ چہارم کو تار عنکبوت کر کے حق کے نورانی چہرے سے باطل کا گرد و غبار صاف کر دینا نہایت اہم ہے

مسلمانو! محبت کے تخیل میں مگن یا زعم میں مبتلا ہوکر ذکر وصدا، آہ وفغاں، چشم نمی وصورت گری صعوبت تحملی، مشقت تماشا کردنی سب آسان ہے ـــــــ اور حکم کی بندگی امرِ الٰہی ورسالت پناہی کے حضور سرخمی یعنی شرع مصطفوی کے سامنے بلا چوں وچرا بلا پس وپیش گردن افگنی اور بہ صمیمِ قلب تسلیم کردنی بڑی شاق ہے مگر یہی محبت کی وہ سچی صراط مستقیم ہے جس پر صحابہ چلے تابعین چلے تبع تابعین چلے ائمہ مجتہدین چلے اور قیامت تک ان کے متبعین چلیں گے جس کا قدم آج اس صراط پر استوار ہے وہ کل بہ رحمت الٰہی صراط نار سے پار ہے ـــــ جس نے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جان لے کہ آج بات اپنے اختیار میں ہے کل پھر مہلت کہاں ۔ ھا ھا لَا اَدْرِیْ کہنے سے رخصت کہاں ـــــ وہابیۂ دیوبندیہ نے صاف صریح لکھا

ـــــ " آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہوتو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر وبلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے الی قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے "ـــــ

اس میں علم غیب کی صرف دو قسمیں کیں کُل اور بعض ـــــ کُل کا صاف انکار کیا اور جو بعض مانا تو اس بعض کے لیے صاف صریح کہہ دیا کہ ایسا تو ہر عام انسان ہر بچے پاگل بلکہ ہر جانور کو بھی ہے (معاذ اللہ)

عرف خواہ لغت زبان یا محاورۂ بیان انصاف سے پوچھو تو یہی بتاتے ہیں کہ وہابیۂ دیوبندیہ نے اس بولی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں سے التزاماً ملایا اور صراحۃً توہین کی ـــــ یہ صاف صریح **توہین** پیشوائے دیوبندیہ مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں ۱۳۱۹ھ تیرہ سوانیس ہجری میں چھاپی اور ۱۳۲۰ھ تیرہ سوبیس ہجری میں المعتمد المستند میں امام اہل سنت قدس سرہ نے جو منکران ضروریات دین اس وقت موجود تھے یعنی نیچری، قادیانی، رافضی وغیرہ ان سب سمیت تھانوی صاحب کی **تکفیر قطعی کلامی** فرمائی اور شائع کی ـــــ

اور وہ **خطوط** جو امام نے تھانوی صاحب کو لکھے جنہیں اتمام حجت کا نام دیکر اپنی حمایت کفر وارتداد کے لیے ڈھال بنایا جاتا ہے وہ خطوط تیرہ سو اٹھائیس ۱۳۲۸ھ اور تیرہ سو انتیس ۱۳۲۹ھ کے ہیں اور مدت سے شائع ہیں اول الذکر جسے امام اہل سنت قدس سرہ نے ابحاث اخیرہ (۱۳۲۸ھ) کے تاریخی نام سے موسوم کیا۔ اس میں فرماتے ہیں

——''الحمدُ للّٰہ! اس فقیر بارگاہِ غالب قدیر۔عَزَّ جَلَالُہٗ۔ کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دُنیوی خُصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پر نور سیّد الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں —— جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار۔جل جلالہ۔اور محمد رسول اللہ ماذون مختار۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔کی شانِ اقدس پر حملہ کریں —— تاکہ میرے عوام بھائی مصطفےٰ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کی بھولی بھالی بھیڑیں ان ''ذِیَابٌ فِی ثِیَابٌ'' کے جُبّوں، عماموں، مولویت، مشیخیت کے مقدس ناموں، قال اللہ وقال الرسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکارِ گرگانِ خونخوار ہوکر معاذ اللہ سقر میں نہ گریں —— سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزّتِ سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی۔ میں تو خوش ہُوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افترا کرتے، بُرا کہتے ہیں اُتنی دیر محمد رسول اللہ۔صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا، اور پھر لکھتا ہُوں میری آنکھ کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ میری اور میرے آبائے کرام کی آبروئیں عزّتِ محمد رسول اللہ۔صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔کے لیے سپر رہیں، اللّٰھمّ امین! ''——

اسی میں استفسارات کے تحت فرمایا——''

(۱) توہین اور تکذیبِ خدا اور رسول۔جل وعلا۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔کے الزاماتِ قطعیہ

جو مدتوں سے آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی و نانوتوی صاحبان پر ہیں، کیا آپ
اُن میں اس فقیر سے مناظرہ پر آمادہ ہیں یا ہونا چاہتے ہیں؟''

حفظ الایمان ۱۳۱۹ھ کی ہے اور ۱۳۲۰ھ میں امام اہل سنت قدس سرہ نے تکفیر فرمائی ہے کیا ایک سال سے کچھ کم وبیش عرصے میں تھانوی صاحب پر وارد الزاماتِ قطعیہ کو مدتیں گزر گئیں؟ ــــــ اسی میں ہے۔

(۲) کیا آپ بحالتِ صحتِ نفس وثباتِ عقل بطوع ورغبت بلاجبر واکراہ اقرار فرماتے
ہیں کہ حسام الحرمین وتمہید ایمان وبطش غیب وغیرہ کے سوالات واعتراضات کا جواب
بالمواجہہ مہری ودستخطی دیتے رہیں گے، یونہی اُن جوابات پر جو سوالات وارد پیدا ہوں ان کا،
یہاں تک کہ مناظرہ انجام کو پہونچے اور بفضلہ تعالیٰ حق ظاہر ہو۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم ص ۸۷،۸۸،۹۳ ج ۱۵ نیز مکتوبات امام احمد رضا محدث بریلوی ص ۱۱۵) ــــــ

کیا حسام الحرمین، تمہید ایمان، بطش غیب یہ سب کتابیں تھانوی صاحب کی تکفیر سے یعنی ۱۳۲۰ھ سے پہلے کی ہیں؟
ــــ ۱۵؍صفر ۱۳۲۹ھ کو امضاء کردہ خط کی ابتداء میں فرمایا ــــــ

ــــــ '' فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب
معاہدہ قرار داد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ سوالات ومواخذاتِ حسام الحرمین کی جواب دہی
کو آمادہ ہوئیے میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سُنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اُسی وقت
فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے''ــــ

یہ حسام الحرمین کے سوالات ومواخذات کیا تکفیر سے پہلے ہیں؟ــــــ اسی میں آگے فرمایا

ــــــ '' وہاں بات کتنی ہے؟ اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدسِ حضور پُرنور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہٖ تعالیٰ دومنٹ میں اہل ایمان پر ظاہر
ہوسکتا ہے''ــــــ (فتاویٰ رضویہ مترجم ص ۹۸ ج ۱۵)۔

دیکھو ! اہل ایمان پر ظاہر ہونا فرمایا ـــــ یا تھانوی صاحب پر؟ ـــــ

اِن خطوط کو اتمامِ حجت کا نام دینے والے خیالِ تحقیق میں مگن مگر ظن وتخمین کے متبعین کی سعی کا حاصلِ بے حاصل یہ ہے کہ ـــــ امام اہل سنت قدس سرہ نے ۱۳۲۰ھ سے آٹھ سال آگے جا کر توہین کے علمبرداروں سے اتمام حجت کیا ـــــ اور پھر واپس آٹھ سال پیچھے آ کر ان توہین کے پرستاروں کی **تکفیرِ قطعی کلامی کی** ـــــ بُرا ہو حمایت کفر وارتد ادکا۔ کیا انہونی بلواتی ہے ـــــ

۱۳۱۹ھ سے پہلے دیکھئے تو ۱۳۱۸ھ میں سائل نے قول براہین نقل کرتے ہوئے پوچھا ـــــ

ـــــ ''نیز عمرو کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص ۴۷ پر یوں لکھتا ہے کہ ـــــ '' شیطان کو یہ وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے'' ـــــ (فتاوی رضویہ مترجم ص ۴۸۶ ج ۲۹) ـــــ اس پر جواب میں ـــــ ''اِنباء المصطفیٰ بحالِ سرٍ و اخفیٰ'' ـــــ میں فرمایا

ـــــ '' وہ شخص جو شیطان کے علمِ ملعون کو علمِ اقدسِ حضور پرنور عالِم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کہے اُس کا جواب اس کفرستانِ ہند میں کیا ہوسکتا ہے ان شـاء اللّٰہ القـھّار روزِ جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفرِ کفری گفتار کو پہونچے گا۔

وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (پ ۱۹ ع ۱۵ آیت ۲۲۷)	اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کون سی کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے' اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمۂ کفر نہ ہو تو اور کیا کلمۂ کفر ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (پ ۱۰ ع ۱۴ آیت ۶۱)	اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (پ۲۲ ع۴ آیت ۵۷)

جولوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اللہ نے اُن پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت والی مار

شفائے امام اجل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب خفاجی مسمّٰی بہ نسیم الریاض میں ہے

(جمیعُ مَنْ سَبَّ النبیَّ ۔ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و سلّم ۔) بِشَتْمَة (او عَابَهٗ) هو اعمّ من السبّ فانّ مَنْ قال فُلانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ صلی اللّٰه علیه وسلم

یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے

فقد عابه و نَقَصَهٗ وانْ لَمْ یَسُبَّهٗ (فهو سابٌ والحکم فیه حکمُ السابّ) مِن غیر فرق بینهما (لا نستثنی) منه (فصلاً) ای صورةً (ولا نمتری)فیه تصریحاً کان او تلویحاً وهذا کلّه اجماعٌ من العلماء و أئمّة الفتویٰ مِنْ لَّدُن الصحابة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم الیٰ هلمّ جرًا اھ مختصرًا ۔ (فتاوی رضویه مترجم ص۷۰۵ ج۲۹)

اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی توہین کی، اگرچہ گالی نہ دی، یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہیں۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک و تردد کو راہ دیں، صاف صاف کہا ہو یا کنایہ سے، ان سب احکام پر تمام علماء اور ائمۂ فتویٰ کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک برابر چلا آیا ہے۔ اھ مختصراً

اور تمہید ایمان میں جو فرمایا کہ ــــــــ ''جب تک ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی'' ــــــــ اس پر حاشیہ میں ہے ــــــــ '' جیسے گنگوہی صاحب و انبیٹھی صاحب کہ ان کے اتنے قول کی نسبت میرٹھ سے سوال آیا تھا کہ ــــــــ ''خدا جھوٹا ہو سکتا ہے'' ــــــــ اس کے بعد معلوم ہوا کہ ــــــــ '' شیطان کا علم، رسول اللہ

ـ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـ کے علم سے زیادہ بتاتے ہیں" ـــــــــ پھر گنگوہی صاحب کا وہ فتویٰ کہ ـــــــــ "خدا جھوٹا ہے جو اسے جھوٹا کہے مسلمان سنی صالح ہے" ـــــــــ جب چھپا ہو انظر سے گزرا کمالِ احتیاط یہ کہ دوسروں کا چھپوایا ہوا تھا اُس پر وہ تیقن نہ کیا جس کی بنا پر تکفیر ہو جب وہ اصلی فتویٰ گنگوہی صاحب کا مہری دستخطی خود آنکھ سے دیکھا اور بار بار چھپنے پر بھی گنگوہی صاحب نے سکوت کیا تو اس کے صدق پر اعتبار کافی ہوا" ـــــــــ (تمہید ایمان ص۵۵)

ـــــ **اس میں کس مبتلائے وہمِ عاطل کو طمعِ نیلِ مکالمہ و اتمام کی گنجائش ہے؟** ـــــ خود تمہید ایمان میں ان دشمنانِ دین کی تکفیر کے بارے میں جو فرمایا وہ یہ ہے ـــ

ـــــ "جب تک اِن دشنام دہوں (یعنی گالی دینے والوں) سے دشنام صادر نہ ہوئی ـــ یا ـــــ اللہ و رسول ـ جل جلالہ ـ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـ کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی ـــ اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اِن پر کفر لازم تھا مگر احتیاطًا اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمینِ عظام کا مسلک اختیار کیا ـــــــــ جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین و دشنام دہیِ ربّ العلمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ـ آنکھ سے دیکھی ـــ تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ

مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ | جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے

اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکمِ کفر دیا اور شائع کیا" ـــــ

نیز اسی میں ہے ـــــ "ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا جس میں اصلا اصلا ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی" ـــــــــ

ان مرتدین کے کفر پر پردہ ڈالنے کی سعی میں ان کی تکفیر کو امام اہل سنت قدس سرہ کی انفرادی تحقیق کا نام دینے والے کیا بصارت نہیں رکھتے کہ حسام الحرمین کے استفتاء میں یہ افصاحات دیکھیں ـــــ استفتاء میں ہے کہ

______ ''المعتمد المستند کی ایک مبحث شریف میں اُن کفری بدعات کے اصول پر کلام کیا ہے جو آج ہندوستان میں شائع ہو رہی ہیں اس مبحث میں سے ہم بعض فرقوں کا ذکر اسی کی عبارت میں آپ حضرات پر عرض کرتے ہیں تا کہ حضرات کے نگاہ وتصدیق سے مشرف ہو اور سُنّت شادماں اور مسرور ہو اور حضرات کی **تصحیح وتحقیق** کی برکت سے مذہب اہل سنت پر سے ہر مشکل دور ہو ______ **اور صاف ذکر فرمائیے کہ وہ سردارانِ گمراہی جن کا ذکر اُس مبحث میں کیا ہے آیا ایسے ہی ہیں جیسا مصنف نے کہا ہے تو جو حکم اس میں اس نے لگایا سزاوارِ قبول ہے** ______

یا ان لوگوں کو کافر کہنا جائز نہیں نہ عوام کو اُن سے بچانا اور نفرت دلانا روا ہے؟____ اگر چہ وہ ضروریاتِ دین کا انکار کریں اور اللہ رب العلمین اور اُس کے رسول۔صلی اللہ علیہ وسلم۔معزز وامین کو بُرا کہیں اور اپنا یہ اہانت بھرا کلام چھاپیں اور شائع کریں اس لیے کہ وہ عالم ومولوی ہیں اگر چہ وہابی ہیں تو ان کی تعظیم شرعاً واجب ہے اگر چہ اللہ ورسول کو گالیاں دیں ______ جیسا کہ بعض جاہلوں کا گمان ہے جن کے دلوں میں ایمان مستقر نہ ہوا ______ اور اے ہمارے سردارو! اپنے رب عزوجل کے دین کی مدد کو **بیان فرمائیے کہ یہ لوگ جن کا نام مصنف نے لیا** اور اُن کا کلام نقل کیا ______ اور **ہاں یہ ہیں کچھ ان کی کتابیں** ان کتابوں کی عبارات مردودہ پر امتیاز کے لیے خط کھینچ دیئے گئے ہیں ______ آیا یہ لوگ اپنی ان باتوں میں ضروریاتِ دین کے منکر ہیں؟______ اور مرتد کافر ہیں ؟______ تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ اُنھیں کافر کہے ______ جیسا کہ تمام منکرانِ ضروریاتِ دین کا حکم ہے جن کے بارے میں علمائے معتمدین نے فرمایا ______ '' جو اُن کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے ______ جیسا کہ شفاء السقام و بزازیہ ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہا روشن کتابوں میں ہے ''______(حسام الحرمین ص ۴۳ ، ۴۷) ______

علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کی تکفیر سے اتفاق کیا۔آخر تمہید ایمان میں ہے ______ '' جس خوبی وخوش اسلوبی وجوش دینی سے ان عمائد اسلام نے تصدیقیں فرمائیں

بحمد اللہ تعالیٰ کتابِ مُستطاب حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر ہے''۔۔۔۔۔

اور کون ہے علمائے اہل سنت میں ۔۔۔۔ جس نے بعد نظر وغور ۔۔۔۔ تحقیقِ خلاف کا اظہار کیا؟۔۔۔۔

رہا عدم نظر عدم خوض ۔۔۔۔ وہ کب سند ہے ۔۔۔۔ کہ اسے دیوبندیہ مرتدین کی حمایت ان کے کفریات کی تخفیفِ شناعت جیسے کفر کے لیے ڈھال بناؤ ۔۔۔۔ بلکہ ۔۔۔ ''بفرض محال کوئی احتمال ان کی عبارتوں میں نکال سکیں ۔۔۔۔ تو وہ ان کو کیا نفع دے گا وہ احتمال ان کی مراد نہ ہونا ظاہر ہو چکا کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اُگل دیتے ۔۔۔۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ دیوبندی عبارتیں اگر بفرض غلط متعین نہ تھیں تو اب اُن کے کفر میں متعین ہوگئیں کہ اگر ان میں کوئی پہلوئے اسلام ان کی مراد ہوتا تو کب کے بتا چکتے کس دن کے لیے اٹھا رکھتے ۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ، وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔ (پ۲۹ ع۳ آیت ۳۳)	مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ''۔۔۔۔ (مختصر آالموت الاحمر ص۳۹)

اہل انصاف دیکھ لیں کہ کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کا منھ ہے کہ ۔۔۔۔ دیوبندیہ کی تکفیر امام اہلسنّت قدس سرہٗ کی انفرادی تحقیق ہے ۔۔۔۔

مگر بے انصافوں کے دل سے اپنے شبہۂ باطلہ کا خلجان زائل نہیں ہوتا جب تک بالخصوص اسے نہ توڑا جائے ۔

وہ **شبہہ** یہ ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر کہا اور امام اہلسنّت قدس سرہٗ نے کفِ لسان کیا تو علامہ فضل حق خیر آبادی کی تحقیق سے اختلاف کیا ۔۔۔۔ چنانچہ امام اہل سنت نے فرمایا ۔۔۔۔ ''تقویۃ الایمان وصراط مستقیم ویکروزی کا مصنف اسماعیل دہلوی ہے اس پر صدہا وجہ سے لزومِ کفر ہے دیکھو سبحان السبوح وکوکبۂ شہابیہ ومتن وشرح الاستمداد ۔۔۔۔ اور

۔۔۔۔ تحذیر الناسِ نانوتوی وبراہینِ قاطعۂ گنگوہی، حفظ الایمانِ تھانوی میں قطعی یقینی اللہ ورسول کو گالیاں ہیں

اوراُن کے مصنفین ،مرتدین ۔ان کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے **بالاتفاق** تحریرفرمایا ہے۔

من شک فی کفرہٖ وعذابہٖ فقد کفر

جوان کے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر ہے ''——

(فتاویٰ رضویہ نہم نصف آخر ص۳۱۴)

استیصالِ شبہ:۔تہی دست تہی دامان نے اتنا دیکھ لیا کہ علامہ خیرآبادی نے دہلوی کو کافر کہا اور امام اہلسنّت نے کفِ لسان کیا —— بس اس کے نہاں خانے میں اختلافِ تحقیق کا بیج اُگ آیا—— کچھ نہ جانا کہ علامہ خیرآبادی کی وہ تحقیق کیا ہے —— اور امامِ اہلسنت کی اس کے برخلاف تحقیق وہ کہاں ہے —— اگر توفیق الٰہی روزی ہو اور حق دیکھنے والی آنکھ اور حق سمجھنے والا دل پائیں تو دیکھیں۔علامہ خیرآبادی نے تحقیق الفتویٰ میں فرمایا ہے کہ ——

این قائل کہ نفیِ شفاعتِ محبت دربارگاہِ کبریاء از آنحضرت یاحضراتِ دیگر انبیاء علیہم السلام واولیاء می کند،از دوحال خالی نیست ،یا اعتقاددارد کہ —— او سبحانہٗ را باآنحضرت یاحضراتِ دیگر انبیاء واولیاء محبت نیست —— این خود کفرِ صریح است ،یا محبت رااز اسبابِ قبولِ شفاعت نمی داند ——

—— " یہ قائل جو بارگاہ الٰہی میں حضراتِ انبیاء وحضور سیدالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء۔اور اولیائے عظام کے لیے شفاعتِ محبت نہیں مانتا' دوحال سے خالی نہیں یا تو اس کا عقیدہ ہے کہ —— "اللہ تعالیٰ کو اُن حضرات سے محبت ہی نہیں ''——یہ خود کفرِ صریح ہے —— یا محبت کو قبولِ شفاعت کا سبب نہیں مانتا ——

این ہم بانکارِ نصوصِ صریحہ واحادیثِ صحیحہ می کشد (۱)

(ص۳۴۴ تحقیق الفتویٰ فارسی اردو مکتبہ قادریہ لاہور)

یہ عقیدہ بھی نصوصِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ کے انکار تک لے جاتا ہے ''——

اور فرمایا ہے

—— ''این کلام (کہ وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے)مسوق است برائے نفی آثارِ محبوبیت

یہ کلام دہلوی کہ —— وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے —— آثارِ محبوبیت

(۱) تحقیق الفتویٰ اردو ص۱۳۹

(یعنی پذیرآئی شفاعت ورضا خواہی او بجانہ) کہ مستلزمِ نفی محبوبیت است (۱) (ص۳۹۱)

یعنی قبولِ شفاعت محبت وغیرہ کے انکار میں نص ہے اور اس سے محبت ومحبوبیت کی نفی لازم ہے۔

یہ ـــ ''یا'' می کشد' استلزام'' ـــ **لزوم** وعدم تعینِ معنیٰ کفر پر صراحۃً دال ہیں

اور یہی ''الاستمداد'' میں زیرِ تکمیل ۱۶ ہے ـــــ فرماتے ہیں ـــــ ''مسلمانوں کے ایمان میں انبیاء وحضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم **افضل الصلاۃ والثناء** ضرور محبوب ہیں اُن کے غلام تک محبوب ہیں۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ. (پ۳ع۱۲آیت۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے غلام ہو جاؤ اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

اورضرور اُنکی محبوبیت کے سبب اُنکی سفارش قبول ہے۔

اقول حدیث کا ارشاد دیکھئے کہ جب حضور شفاعت کا سجدہ کریں گے ارشاد ہوگا ـــ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُطَاع اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمہاری اطاعت کی جائے گی ـــــ آنکھوں کا اندھا اطاعت کے لفظ کو دیکھے یہ کمالِ محبوبیت کے سبب، قبولِ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے اُن کی محبوبیت کا انکار کفر اور اُس کے سبب اُنکی شفاعت کا قبول نہ ماننا ضلال ہے '' ـــــ (ص۱۱۱)

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے کوکبۂ شہابیہ میں دہلوی کے اقوال پر کفر کا **لزوم** اور ظہور وتبادر دکھایا ہے ـــــ

تو علامہ خیرآبادی نے شفاعت سے متعلق دہلوی کے شنیع اقوال پر تحقیق الفتویٰ میں کئی وجوہ سے کفر کا **لزوم**، کفر کا تبادر دکھایا ہے مثلاً

پہلی وجہ میں شفاعت کو سببِ نجات نہ ماننا جو کہ مقصودِ کلامِ دہلوی ہے اس سے انکارِ وجاہت، **لازم** دکھایا ہے کہ فرمایا۔

(۱) تحقیق الفتویٰ اردو ص۲۰

____ ''مقصودِ قائل ازیں کلام از آغاز تا انجام این است کہ شفاعتِ کسے از انبیاء واولیاء وملائکہ وشیوخ سببِ نجاتِ ہیچک گنہگار نمی تو اند شد ۔ سابق گزشت کہ منزلت ومکانتِ آں حضرات دراں بارگاہ سببِ قبولِ شفاعتِ ایشاں برائے اہلِ جرم وگناہ است پس انکارِ مدخلیت وسببیتِ شفاعتِ آں حضرات نسبت بہ نجاتِ اہلِ سیئات بایں معنی انکارِ منزلت ومکانتِ آں حضرات است'' ____

(ص۴۷۴،۴۷۵ تحقیق الفتوی فارسی)۔(۱)

اس کلام سے اول تا آخر قائل کا مقصود یہ ہے کہ حضراتِ انبیاء واولیاء وملائکہ ومشائخ کسی کی شفاعت کسی گنہگار کی نجات کا سبب نہیں ہوسکتی ہے ____ پہلے گزر چکا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں ان حضرات کی عزت ومنزلت، اہلِ معاصی کے حق میں انکی شفاعت مقبول ہونے کا سبب ہے ____ اسے سبب نہ ماننا ان حضرات کی عزت ومنزلت کا انکار ہے۔

دوسری وجہ میں انکارِ وجاہت ومحبوبیت کا لزوم اور اس کے الفاظ میں انکارِ وجاہت کا معنی ہونے کا لزوم دکھایا کہ

____ ''تقریرِ ایں مرام در افہامِ اہلِ اسلام اقتضائے آں دارد کہ از اذہانِ ایشاں وجاہت ومحبوبیت نیست ونابود کردہ، در محبت وتعظیم ایشاں نسبت بداں حضرات ودر اعتقادِ ایشاں بہ وجاہت وپزیرائی شفاعت فرقے وانحطاطے بہ تمکن وقرار آوردہ شود، ودر بیانِ نفیِ شفاعتِ وجاہت آں چناں کلمات گفتہ شوند کہ بر نفیِ وجاہت ومنزلت دلالت داشتہ باشند'' ____

(ص۴۷۵) (۲)

اس مقصود کو مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا اس کا اقتضاء رکھتا اور اس کو لازم کرتا ہے کہ اُن کے ذہنوں سے وجاہت ومحبوبیت محو کی جائے، ان حضراتِ عالی مرتبت کے ساتھ مسلمانوں کی محبت وتعظیم اور عقیدۂ وجاہت وقبولِ شفاعت میں فرق ڈالا جائے اور شفاعتِ وجاہت کے انکار میں ایسے الفاظ بولے جائیں جو اس معنی کو بتاتے ہوں کہ ان حضرات کے لیے بارگاہ الٰہی میں عزت ووجاہت نہیں ہے۔

تیسری وجہ میں تخفیفِ شانِ اقدس کا ظاہر متبادر ہونا کہ متعیّن ہونا ہے دکھایا کہ

(۱) تحقیق الفتوی اردو ص۱۸۲،۱۸۳۔ (۲) اردو ص۱۸۳،۱۸۴

——— ''سیاقِ ایں کلام در متفاہمِ عرفِ عام دلالتِ واضحہ متبادرہ بر استخفاف دارد، کسے کہ دلالت ایں کلام را بر استخفاف انکار کند یا زبان نمی فہمد ومتبادر از سیاق کلام نمی داند'' ——— (ص ۳۷۶،۳۷۷) (۱)

اس کلام کا سیاق عرفِ عام کے محاورہ کے مطابق، استخفاف پر ظاہر متبادر دلالت رکھتا ہے۔ جو شخص کہے کہ یہ عبارت توہین کے معنی کو نہیں بتاتی وہ یا تو زبان نہیں سمجھتا اور عبارت کے سیاق سے جو معنی متبادر ہے اسے نہیں جانتا

چوتھی وجہ میں کلام دہلوی کو بے ادبی و بے اعتنائی کی طرف منجر بتایا ——— فرمایا

——— ''بر مضمونِ کلام وحاصلِ مرامِ اُو اثرے مترتب می شود کہ باستخفاف و بے اعتنائی می کشد۔ اعتقاد بہ مُفادِ ایں کلامِ ناتمام، مجوزِ ارتکابِ بے ادبی ہا و بے اعتنائی ہا است'' ——— (ص ۳۷۷،۳۷۸) (۲)

——— ''اس کے مضمونِ کلام وحاصلِ مقصود پر ایک اثر مترتب ہو رہا ہے جو بے اعتنائی واستخفافِ شان کی طرف مؤدّی ومفضی ہے۔ اس کلامِ ناتمام کے معنی پر اعتقاد بے ادبیوں اور بے اعتنائیوں کا راستہ کھول دے گا'' ———

خیر یہ تو اثنائے کلام میں تھا جو بطور بحث والزام ہونے کی گنجائش رکھتا ہے ——— خلاصۂ فتویٰ وجواب استفتاء میں آیئے کہ خاص مقامِ بیانِ حکم ہے ——— اس میں کلام دہلوی کو کیا فرماتے ہیں

کلام قائل مذکور کذب وغرور است

قائل مذکور کا کلام از اول تا آخر کذب وفریب ہے

دیکھو! کذب فرمایا ——— تکذیب نہیں۔ ومناط التکفیر وھو التکذیب او الاستخفاف بالدین، کما فی المعتقد المنتقد (ص ۲۱۲) ——— کذب کیوں ہے؟

چہ اُو نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاراں می کند

اس لئے کہ وہ ——— شفاعت گنہگاروں کی نجات کا سبب ہے اس کا انکار کرتا ہے

——— ''والمعتزلة انکروا ھذہ الشفاعة'' ———(المعتقد ص ۱۲۹) شرح عقائد نسفی میں ہے ''والشفاعة ثابتة للرسل والاخیار فی حق اھل الکبائر بالمستفیض من الاخبار خلافا للمعتزلة'' (ص ۸۷)

(۱) تحقیق الفتویٰ اردو ص ۱۸۵ (۲) اردو ص ۱۸۶

حاشیہ مسایرہ للشیخ زین الدین قاسم حنفی میں ہے ـــــ

ـــــ ''وقدروی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصحاح والحسان اخبار بالفاظ مختلفة بحیث لو جمعت احادھا لبلغت حد التواتر فی اثبات الشفاعة فلا اقل من الاشتھار وانکار مااشتھرمن الاخبار بدعة وضلالة'' ـــــ (مسامرہ ص۲۱۷)

نیز وجہ ہی میں آگے فرمایا کہ

نفی شفاعتِ وجاہت وشفاعت محبت می کند	نیز شفاعتِ وجاہت اور شفاعتِ محبت کا انکار کرتا ہے

نفی شفاعتِ محبت کے بارے میں گذر چکا کہ علامہ خیر آبادی اسے انکارِ محبت میں متعین نہیں مانتے اس کے سوا ایک احتمالِ ضلال بھی جانتے ہیں جس سے انکارِ محبت کا لزوم بتاتے ہیں ـ نیز فرمایا ہے

ـــــ ''نفی آثارِ محبوبیت یعنی باریابی وپذیرائی شفاعت مستلزم نفی محبوبیت است'' ـــــ (تحقیق الفتویٰ فارسی ص۱۳۹ اردو ص۲۰۱)	یعنی بارگاہ الٰہی میں باریاب ہونا شفاعت مقبول ہونا ان جیسے محبوبیت کے آثار کی نفی سے محبوبیت کی نفی لازم ہے ـ

اسی طرح نفی شفاعتِ وجاہت، ضلال ہے ـــــ اور اس سے وجاہت کی نفی لازم ـــــ ابھی گذرا کہ ـــــ ''انکارِ سببیتِ شفاعت بہ نجات اہل سیئات، انکارِ منزلت است'' ـــــ ولہذا فرمایا

''ایں اعتقادِ اوخلافِ کتابِ مبین واحادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ـ واجماعِ المسلمین است''	اس کا یہ عقیدہ کتاب وسنت واجماعِ مسلمین کے خلاف ہے ـ

اگر دہلوی عبارت معنیٰ کفر میں متعین ہوتی کفرِ صریح کلامی ہوتی تو جیسے اثنائے کتاب میں کسی معنیٰ ظاہر معنیٰ لازم کو فرمایا کہ ـــــ یہ کفرِ صریح ہے ـــــ یہاں خاص مقامِ حکم میں انہیں دہلوی عبارت کو کفرِ صریح کہنے سے کیا مانع تھا؟ ـــــ یوں ہی جوابِ سوالِ ثانی میں فرمایا

"کلامِ او بلاتردد واشتباہ بر استخفاف اشتمال و دلالت دارد چنانکہ در مقامِ ثالث مذکور و فیما سبق مبرہن ومسطور شد"
(تحقیق الفتویٰ فارسی ص۴۳۲ اردو ص۲۴۷)

اس کی عبارت بے شک استخفاف پر مشتمل ہے اور استخفاف پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ مقامِ ثالث میں مذکور ہوا اور اس سے پہلے دلائل سے ثابت ہوا۔

ہم نے مقامِ ثالث اور مقامِ ثانی سے کچھ عبارات لا کر ابھی بتایا ہے کہ علامہ خیرآبادی لزوم وتبین ہی دکھاتے ہیں ـــــ اور ظاہر لازم معنی، تنقیص بے شک ہے ـــ بلا شبہ ہے ـــ لیکن متعین نہیں اگر متعین ہوتا تو جیسے علامہ خیرآبادی نے پہلے کسی معنی کو کفرِ صریح یا انکارِ ضروریِ دینی کہا ہے یہاں کہنے سے کہ خاص مقامِ بیانِ حکم ہے انہیں کیا مانع تھا؟ ــــــ مگر نہیں ـــــ علامہ خیرآبادی علیہ الرحمہ ـــــ این وآں کی ہوا کے متبع نہ تھے ـــــــــ بلکہ شرع کے متبع تھے۔ انہوں نے دہلوی عبارات کو ـــــ ضلالت وبددینی اور متبین ومتبادر الفاظِ تنقیص اور کفر لزومی ـــــ ہی پایا اور وہی انہوں نے تحقیق الفتویٰ میں ظاہر کیا۔

بالجملہ تحقیق الفتویٰ کا مطالعہ کرنے والا کوئی ذی علم ذی فہم شک نہیں کرسکتا کہ ـــــ **علامہ خیرآبادی علیہ الرحمہ نے کلامِ دہلوی کو کفرِ لزومی اور متبین فی الکفر ہی بتایا ہے** ـــــ اور یہی امام اہل سنت قدس سرہ نے فرمایا کہ ـــــ "بلا شبہ وہابیۂ مذکورین اور اُن کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر قطعاً یقیناً کفر لازم ـــــ بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کہ سب مرتد کافر" ـــــ (کوکبۂ شہابیہ ص٦٢،١٠)

تو اختلاف تحقیق کہاں ہوا

رہا یہ کہ پھر علامہ خیرآبادی نے دہلوی کی تکفیر کیسے کی اور امام اہل سنت نے "کف لسان" کیوں کیا؟

اس کا صافی وشافی جواب یہ ہے کہ ـــ علامہ خیرآبادی علیہ الرحمہ نے باتباع جمہور فقہاء، اسماعیل دہلوی کو اس کے لزومی ومتبین اقوال کفریہ پر کافر کہا ہے ـــ جیسا کہ اسی تحقیق الفتویٰ میں انھوں نے یزیدیوں کی تکفیر کی ہے اس بنا پر کہ یزیدیوں نے امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون بہایا اور اہل بیت نبوت پر ظلم ڈھایا۔ فرماتے ہیں

—— ''چنانکہ لشکر اہل شام کہ با امامِ اہلِ اسلام ۔علی جدہ وعلیہ السلام۔ بمقامِ طف کربلا ودشت کرب وبلا بناحق آویختہ خونِ حضرتِ ممدوح وآبروئے ایمانِ خود ریختہ خاکِ مذلت ورسوائی برسرہائے خود بیختہ از بدترین کفار واشقیائے اہل نار شدند درظاہر شعارِ اہلِ اسلام داشتند وازاتباع ظاہری قدم بیروں نمی گزاشتند لِاَ ہرگز محبتِ آنحضرت ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ دَرْ دلہائے ایشاں نبود و لِاَ ایں چنیں جفابر عترتِ مصطفیٰ ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ازایں شاں گے روئے می نمود۔

(تحقیق الفتویٰ فارسی اردو مکتبہ قادریہ لاہور ص۲۲۲)

جیسے یزیدی لشکر جس نے میدان کربلا میں امامِ اہلِ اسلام ۔علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام۔ سے ناحق الجھ کر امامِ عالی مقام کا خون بہایا اور اپنے ایمان کی آبرو لٹا کر اپنے سروں پر ذلت ورسوائی کی خاک ڈالی اور **بدترین کفار** واشقیائے اہل نار میں سے ہوئے — بہ ظاہر مسلمانوں کی علامتیں رکھتے اور ظاہری اتباع سے قدم باہر نہ نکالتے تھے ۔مگر اُن کے دلوں میں محبتِ حضور سرورِ عالم ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہرگز نہ تھی ورنہ اہل بیت نبوت ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ پر ایسا ظلم وستم اُن سے کیسے سرزد ہوتا ۔(تحقیق الفتویٰ ص۲۲۴)

یزید اور یزیدیوں نے —— رسول اللہ ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغِ ظلم سے پیاسا ذبح کیا —— مصطفےٰ ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے گود کے پالے ہوئے تنِ نازنین پر بعدِ شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوانِ مبارک چور ہو گئے ——

سرِ انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزے پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا —— حرمِ محترم مُخدّراتِ مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اُس خبیث کے دربار میں لائے گئے —— مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کئے —— اس سے بڑھ کر قطعِ رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا۔ ملعون ہے وہ جو ان حرکات کو فسق وفجور نہ جانے —— (اقتباس فتاویٰ امام اہلسنت ص۱۰۷ ج۶)

مگر ان مظالم اور قتلِ ناحق کی بنا پر تکفیر قطعی کلامی نہیں ہے دیکھو! علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے

بعض علماء کی طرف سے جولعن وتکفیر یزید کا قول نقل کیا کہ

بعضُــهم اَطْلَــقَ اللَّــعْنَ عليه لِــمَا اَنَّه كَفَرَحِيْنَ اَمَــرَ بقــتل الحــسين (رضی اللّٰه تعالیٰ عنه) (شرح عقائد نسفی ص۱۱۷)	بعض علماء نے یزید پرلعنت کا اطلاق کیا اس لیے کہ اس نے کفر کیا جب کہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

علامہ علی قاری نے اس تکفیر کی بنا پر کلام فرمایا کہ

الامر بقتل الحسين (رضی اللّٰه تعالیٰ عنه) لا يوجب الكفرفان قتل غير الانبياء كبيرة عنه اهل السنة و الجماعة. (شرح فقہ اکبر ص۸۷)	سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دینا موجب کفر نہیں ۔ کیونکہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ اور کسی کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے۔

یونہی نبراس میں کہا

الامر بالقتل معصيةلا كفر علىٰ قواعد اهل السنة (نبراس شرح شرح عقائد ص۳۳۱)	قواعدِ اہل سنت کے مطابق قتل کا حکم دینا گناہ ہے کفر نہیں ہے۔

اور خود علامہ تفتازانی نے جو یزید پلید کے بد بخت لشکر کی طرف سے امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مظلوم قتل کیا جانا اور اہل بیتِ نبوت کی توہین پر یزید کا راضی ہونا اور خوش ہونا بتو اتر ثابت مانا کہ فرمایا

والحقُّ اَنَّ رِضَايــزيدَ بقـتل الحسين (رضی اللّٰه تعالیٰ عنه) واسـتبشارَه بذلك و اهانــةِ اهل بـيت النبی عليه السلام مــما تواتر مــعناه وانْ كــان تــفاصيـــله اٰحادا. (شرح عقائد ص ۱۱۷)	اور حق یہ ہے کہ یزیدی مظالم کی ہر ہر روایت اگر چہ متواتر نہیں مگر ان تمام روایت کا جو خلاصہ اور نچوڑ ہے کہ ــــ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل اور اہل بیت نبوت کی توہین پر یزید راضی اور خوش ہوا ــــ یہ ضرور متواتر ہے ــــ

اس کے بھی بنائے تکفیر ہونے پر علامہ علی قاری نے کلام کیا۔ فرمایا

الرضابقتل الحسین لیس بکفر لما سبق من ان قتله لایوجب الخروج عن الایمان بل هو فسق و خروج عن الطاعة الی العصیان ۔
(شرح فقہ اکبر ص۸۸)

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر راضی ہونا کفر نہیں ہے اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے گزری کہ قتل کی یہ ناپاک جسارت موجبِ کفر نہیں ۔ ہاں فسق ہے' امتثالِ امرِ الٰہی ۔جل وعلا۔ سے تجاوز اور گناہ پر اقدام ہے۔

یونہی "نبراس" میں اس پر نظر میں کہا۔

الرضا و الاستبشار انما یکون کفرا اذاکان بالمعصیة من حیث هی معصیة و اما للعداوة الدنیویّة فلا کما قرره المحققون ۔

کفر جب ہوگا کہ قتل جیسے گناہ پر رضا اور خوشی اسی لیے ہو کہ وہ گناہ ہے ـــــ باقی دنیوی دشمنی کی وجہ سے ہوتو کفر نہیں ـــــ جیسا کہ یہی محققین کی تحقیق ہے ۔

اورعلامہ کمال الدین ابن ہمام قُدِّسَ سِرُّہٗ "مسایرہ" میں فرماتے ہیں

وَ اختُلِفَ فی اِکفاریزیدَ فقیل نعم وقیل لااذ لم یَثبُتْ لنا عنه تلک الاسباب الموجبة وحقیقةُ الامرِ التوقفُ فیه ورجعُ امرِهِ الی اللّٰه سبحانه۔
(مسایرہ مع شرح مسامرہ ص۲۷۴)

یزید کی تکفیر میں اختلاف ہے بعض نے اسے کافر کہا ـــــ بعض نے کہا کافر نہیں کیونکہ وہ موجبِ کفر اسباب یزید کی نسبت ہمیں پایۂ ثبوت کو نہ پہونچے ـــــ اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ اس کے بارے میں توقف ہو اور اس کا معاملہ اللہ سبحانہ تعالیٰ پر چھوڑ اجائے ۔

یہی علامہ بحر العلوم عبد العلی محمد بن نظام الدین لکھنوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فواتح الرحموت میں فرمایا

انه کان من اخبث الفساق و کان بعیدا بمراحل من الامامة بل الشک فی ایمانه خَذَلَهُ اللّٰهُ تعالیٰ ۔ (ص۲۷۴)

یزید نہایت خبیث فاسق تھا اور منصبِ خلافت سے کوسوں دور۔ بلکہ اس کے مومن ہونے ہی میں شک ہے اللہ پاک اسے رسوا کرے۔

علامہ ابن ہمام قُدِسَ سِرُّہٗ نے جو بعض سے یزید کی تکفیر نقل کی اس تکفیر کی بنا ان کے تلمیذ علامہ کمال ابن شریف نے مسامرہ میں یہ بتائی ــــــــ

لـماوقـع مـنه الا جتراء علی الـذُرِّیَـة ا لطاهر ة کالامر بـقتل الحسین (رضی اللّٰه تعالیٰ عنه) و مَاجَریٰ ممایَنبُوعن سَـماعه الطَبعُ ویَصَمُّ لِذکرِ ه السَمعُ .
(مسامره ص ۲۷۳)

بعض نے جو یزید کی تکفیر کی اس کی بنا وہ جرأت و جسارت ہے جو پاک خاندان نبوت کے خلاف یزید سے سرزد ہوئی کہ ظالم نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا نیز اور بھی جو کچھ ظلم وستم کیا جسے سچے اسلامی دل سننا گوارا نہیں کرتے اور کان جواب دے جاتے ہیں۔

لیکن علامہ علی قاری نے کہا کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یزید کو کافر کہا اس کی بنا یہ نہیں اور لعل یعنی شاید کہہ کر بناء یہ بتائی کہ

لعله وجه ماقال الامام احمد بتکفیره لِمَا ثَبتَ عنده نقلُ تقریره ــ من تحلیل الخَمر ومن تفو هه بعد قتل الحسین واصحابه اِنّی جازیتُهم باشیاخ قریش وصنادید هم فی بدر وامثال ذٰلک ــ لا لِمَا وقع عنه من الاجتراء علی الذُرِّیة الطاهرة کما عَلَّلَ به شارحُ کلامه فانه لیس علی وَفقِ مَـرامه . (شرح فقه اکبر ص ۸۸)

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یزید کو کافر کہا اس کی بنا شاید یہ ہے کہ وہ موجب کفر امور یعنی ــــــــ یزید کا شراب کو حلال کرنا اور امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء کو شہید کرنے کے بعد یہ بکنا کہ ــــ "میں نے ان سے اُس کا بدلہ لیا جو انھوں نے قریش کے سرداروں کے ساتھ بدر میں کیا تھا" ــــــــ اور اسی طرح کی اور باتوں ــــ کے اثبات کی روایت امام احمد بن حنبل کے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہونچی۔ اُن کے تکفیر فرمانے کی بنا وہ جرأت وجسارت نہیں ہے جو یزید نے پاک خاندانِ نبوت پر کی جیسا کہ اُن کے کلام کے شارح نے یہی بنا ٹھہرائی۔ کیونکہ یہ بنا علامہ ابن ہمام کے مقصود ومرام سے میل نہیں کھاتی۔

ثابت ہوا کہ پاک خاندانِ نبوت پر ظلم و ستم قطعاً یقیناً ملعون حرکت اور بلا شک و شبہ فسق و فجور ہے مگر کفر صریح قطعی کلامی نہیں۔ اسی ظلم و ستم کی بنا پر شرح عقائد نسفی ، مسامرہ وغیرہ میں بعض کی طرف سے یزید کی تکفیر کا قول نقل کیا گیا ـــــ اور اسی **ظلم و ستم کی بنا پر علامہ خیر آبادی نے یزیدیوں کی تکفیر** کی ـــــ اس جہت سے کہ اس ظلم و ستم سے **لازم آتا** ہے کہ یزیدیوں کے دل میں حضور اقدس۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کی محبت ہرگز نہ تھی ـــــ اور جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں وہ ہرگز مسلمان نہیں ـــــ فرماتے ہیں ـــــ " ان کے دلوں میں حضور سرور عالم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کی محبت ہرگز نہ تھی ـــــ ورنہ اہل بیت نبوت۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلَیْہِمْ وَسَلَّمَ۔ پر ایسا ظلم و ستم ان سے کیسے سرزد ہوتا" ـــــ (۱) جیسا کہ تحقیق الفتویٰ سے ص ۳۲ پر گذرا

اور لزوم پر تکفیر میں علمائے اہلسنّت مختلف ہیں امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف لطیف "شفاء شریف" سے امام اہلسنّت نقل فرماتے ہیں۔

ـــــ " مـن قال بالمآل لِمَا يُؤَدِّيهِ اليه قولُه ويَسُوْقُهُ اليه مذهبُه كَفَّرَهُ فكانهم صَرّحوا عنده بـمـا اَدّىٰ اليـه قولُهم ومَنْ لَمْ يَرىٰ اَخْذَهم بمآل قـولهـم ولاألْـزَمَهُـم بـمُـوجَـب مذهبهم لَمْ يَـرَ اكـفـارَهـم فعلى هذين الماخذين اختلف الناسُ مـن عـلـمـاءِ الـمـلـة واهلِ السنة فى اكفار اهل التـــاويـل والـصـوابُ تـركُ اكـفـارِهـم اھ.
(ملخصاً نسیم الریاض ص ۵۲۹ ج ۴۔ فتاویٰ رضویہ ص ۲۶۶ ج ۶)

جنہوں نے مآلِ مقال و لازمِ سخن کی طرف نظر کی تو حکمِ کفر دیا گویا ان کے نزدیک قائل نے اپنے لازمِ سخن کی تصریح کردی ـــــ اور جنہوں نے مآلِ مقال، قائل کے ذمے عائد نہ کیا اور یہ دیکھا کہ لازمِ مذہب، مذہب نہیں انہوں نے قائل کی تکفیر نہیں کی ـــــ علمائے اہلسنّت جو اہلِ تاویل کی تکفیر میں مختلف ہوئے اس کا ماخذ یہی دو امور ہیں نظر بہ مآل اور عدم نظر بہ مآل۔

(۱) تحقیق الفتویٰ فارسی اردو مکتبہ قادریہ لاہور۔ ص ۴۲۲ ـــ اردو ص ۲۳۴

—— ''امام ابن حجر باآنکہ بہت احتیاط برتتے ہیں اعلام میں فرماتے ہیں۔

فاللفظ ظاهر فی الکفر وعند ظهور اللفظ فیه لا یحتاج الی نیته کما علمه من فروع کثیرة وان اَوَّلَ قَبِلَ مِنْهُمْ۔

لفظ معنیٰ کفر میں ظاہر ہے اور بہ وقت ظہور حکم لگانے کے لیے قائل کی نیت معلوم کرنے کی حاجت نہیں جیسا کہ یہ فروع کثیرہ سے معلوم ہے —— اور قائل اگر تاویل کرے تو قبول کرلیں گے۔

نیز فرماتے ہیں۔

عملنا بما دل علیه لفظه صریحاً وقلنا له انت حیثُ اَطْلَقْتَ هذااللفظ ولم تُؤَوّل کنتَ کافرا وانْ کنتَ لم تقصِد ذلک لانا انما نحکم بالکفر باعتبار الظاهر وقصدک وعدمه انما ترتبط به الاحکام باعتبار الباطن۔ (الموت الاحمر ص ۲۸)

ہم اس معنیٰ پر کارروائی کریں گے جس پر قائل کا لفظ صراحۃً دال ہے اور اس سے کہیں گے تو نے جب یہ لفظ مطلق کہا اور تاویل نہ کی تو تو کافر ہوگیا اگرچہ تیری مراد وہ معنی کفر نہ ہو کیونکہ ہم تو لفظ کے ظاہر معنی کے اعتبار سے کفر کا حکم لگاتے ہیں۔نیت ہونے نہ ہونے سے تعلق احکام باطنی کا ہے

علامہ خیرآبادی نے اِسی —— مسلکِ تکفیر بر لزوم وظہور —— پر اپنی شہرہ آفاق کتابِ لاجواب —— ''امتناع النظر'' —— میں بھی مشی فرمائی —— جو اسماعیل دہلوی اور اس کے حامی کے رد میں —— آپ نے تحریر کی —— چنانچہ اس میں فرمایا

—— ''باید دانست کہ ازیں قائل تا ایں مقام چند موجباتِ کفر اوسرزدشدہ اند، اگر ایں قائل بعد متنبہ شدن براں موجباتِ کفر، باعلانِ تمام توبۂ نصوح نماید در دینِ اسلام باز در آید وگر اختیار نار بر آرکند

—— ''جاننا چاہیے کہ اس قائل سے شروع کتاب سے یہاں تک چند امور اُس کے کفر کے موجب سرزد ہوئے ہیں اگر یہ قائل ان موجباتِ کفر پر متنبہ ہو کر باعلان تمام سچی توبہ کرے تو دینِ اسلام میں واپس آجائے گا اور عار پر نار کو اختیار کرے

روسیاہ جہنم رود وما علینا **الا البلاغ**۔ نخستین از موجباتِ کفر او این است کہ در اوئلِ خرافاتِ نامۂ خود گفتہ است کہ ایں کلیہ کہ ہیچ یک ممتنعِ ذاتی داخلِ تحتِ **قدرتِ الٰہی** نیست محلِ کلام است پس او تجویزِ دخولِ ممتنعاتِ ذاتی تحتِ **قدرتِ الٰہی** می کند و بر ایں تجویز **لازم** است کہ عدم **الواجب** سبحانہٗ وشریک الباری ودیگر ممتنعاتِ ذاتی داخلِ تحتِ **قدرتِ الٰہی** باشند وقول بایں **لازم** کفر است پس ازیں **قول** او تجویز لفظ انحائی کفر بر او **لازم** است وغلاظتِ جہلِ او از ند انستنِ اومعنی امتناع ذاتی ومعنی **قدرت** ازیں تجویز پیداست وجہل او عذر کفر نمی تو اند شد"۔ (ص ۲۵۸)

تو روسیاہ جہنم میں جائے گا۔ اور ہمارے ذمے تو یہی پہونچا دینا ہے۔ پہلا اس کے کفر کا موجب یہ ہے جو اوئلِ **خرافاتِ** کاملہ میں کہا تھا کہ ـــــــ "یہ کلیہ کہ ـــ کوئی محالِ ذاتی تحتِ **قدرتِ الٰہی** نہیں ـ **محل** غور ہے" ـــــــ اس میں وہ **محالات** ذاتیہ کا زیرِ **قدرتِ الٰہی** ہونا **ممکن** ٹھہرا رہا ہے ـــ اس سے لازم کہ عدم واجب سبحانہ اور شریک باری اور اس کے سوا اور محالاتِ ذاتیہ زیرِ **قدرتِ الٰہی** ہوں ـــ اور اِس لازم کا **قول** کفر ہے ـــ تو اُس کے اِس **قول** سے نہایت شنیع کفر کا امکان ماننا اُس پر لازم ہے ـــ اور جب وہ **قدرت** و امتناع ذاتی کا معنٰی نہیں جانتا تو اس سے **ظاہر** ہے کہ **اس** شنیع تر کفر کا امکان ماننا جو اُس پر **لازم** آ رہا ہے اس سے بھی مطلق **جاہل** ہوگا ـــ مگر اس کی یہ جہالت، کفر میں عذر نہیں ہوسکتی" ـــ

دیکھو! صاف فرما رہے ہیں کہ لازم سے وہ بے خبر ہے مطلق **جاہل** ہے پھر بھی ـــ اُس کی بولی کو جو کہ **کفر لزومی** ہے **اُس کے کفر** کا مُوجِب شمار کر رہے ہیں یعنی صرف قول ہی کو اس وجہ سے کہ اُس **قول** سے کفر لازم آتا ہے کفر نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ **قائل** کی طرف کفر کی نسبت کر رہے ہیں۔ یعنی **قائل** کو کافر ـــ فرما رہے ہیں ـــ تو صاف **عیاں ہے کہ وہ مسلک فقہاء پر تکفیر کرتے ہیں** ـــ سر دست اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں کہ

ع اگر در خانہ کس است یک حرف بس است ـــ

طالب حق کے لیے ایک حرف کافی ہے۔ اور مُعاند کے لیے دفتر بھی ناوافی ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْراً فَمَا لَهٗ مِنْ نُوْرٍ. (پ۱۸ع۱۱آیت۴۰)	اللہ جس کے لیے نور نہ کرے اس کے لیے کہیں نور نہیں

اگر کہو کہ علامہ خیر آبادی نے تو اسماعیل دہلوی کے اقوال پر جہاں یہ فرمایا ہے کہ ــــ ''**قائل ایں کلام لا طائل** از روئے شرع مبین بلا شبہ کافر و بے دین است'' ــــ (سیف الجبار ص۲۰) ــــ وہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ ــــ ''ہر کہ در کفر اوشک آرد کافر و بے دین و نامسلمان و لعین است'' ــــ (سیف الجبار ص۲۰)

ہاں بے شک فرمایا ہے مگر جب ثابت و واضح ہو چکا کہ **وہ عبارات دہلوی میں لزوم ہی جانتے ہیں اور تبیین ہی مانتے ہیں** ــــ تو خود اُن کی تحقیق ان کی تسلیم اور تکفیر کے سلسلے میں ان کی روشِ فقہی پر مشی وہ امور ہیں جو اُن کے ــــ ''ہر کہ در الخ'' ــــ فرمانے کا یہ محمل ٹھہراتے ہیں کہ ــــ جو دہلوی پر کفر لازم ہونے میں شک کرے اس پر بھی کفر لازم ہے ــــ

اور امام اہلسنّت ــــ دہلوی پر کفر لازم ہونے میں شک نہیں کرتے ــــ فرماتے ہیں ــــ ''بلا شبہ گروہ مذکور اور اس کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر قطعاً یقیناً کفر لازم ــــ وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر **جزماً قطعاً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم**'' ــــ (کوکبہ شہابیہ ص۱۰، ۶۲)

دیکھو! دہلوی پر کفر لازم آنے کو جزمی فرمایا قطعی فرمایا یقینی فرمایا۔ بلا شبہ فرمایا۔ یعنی اس میں شک نہیں ہے ــــ اور **اجماعی** فرمایا ــــ یعنی اس میں متکلمین بھی فقہاء کے ساتھ ہیں ــــ صرف تکفیر نہیں کرتے ہیں۔ کافر نہیں کہتے ہیں ــــ باقی **لزوم** تو بیشک مانتے ہیں ــــ اور یہی وجہ ہے کہ **قائل** کو تکفیر کے سوا اور احکامِ کفر کا مورد جانتے ہیں ــــ ''مافیہ خلاف یؤمر بالتوبۃ وتجدید النکاح ــــ درمختار و عالمگیری و بحر و نہر وغیرہا'' ــــ (الموت الاحمر ص۳۵)

والہٰذا امام اہلسنّت نے فرمایا ــــ "باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب'' ــــ (کوکبہ شہابیہ ص۶۲)

الموت الاحمر ص ۲۷ میں

منح الروض سے ہے ــــ "عدم التکفیر مذہب المتکلمین و التکفیر مذہب الفقہاء" ــــ مگر کون ذی عقل کہے گا کہ وہ دقیقہ رس، حضراتِ **متکلمین لزوم** کو نہیں جانتے ــــ بے شک جانتے ہیں اور اس **لزوم** ہی کے سبب **قائل** پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح وغیرہ کے احکام مانتے ہیں ــــ نیز اس **لزوم** ہی کی بنا پر **قائل** کو گمراہ بددین کہتے ہیں ــــ تو **قائل ملزومُ الکفر** ان کے نزدیک بھی ہے ــــ تو جو **قائل** پر **لزوم** بھی نہ مانے اور جو احکام **قائل** پر **متکلمین** مانتے ہیں ان احکام کا مورد بھی **قائل** کو نہ جانے تو وہ نہ متبعِ فقہاء ہوا نہ متبعِ **متکلمین** ــــ بلکہ اس نے **قائل** کے **قولِ متبین وملزومُ الکفر** کو کفر **لزومی** وضلالت وبددینی کچھ نہ جانا تو وہ اسی **قائل** کا ساتھی ہوا ــــ

عقلاً بھی اور شرعاً بھی بدیہی ہے کہ جو گمراہی کو گمراہی نہ جانے خود گمراہ ہے ــــ اور جو کفر کو کفر نہ جانے خود کافر ہے ــــ تو جس بولی سے کفر لازم آتا ہے اُسے جو کوئی کفر **لزومی** وضلالت وبددینی نہ جانے وہ خود گمراہ **وملزومُ الکفر** ہے ــــ

امام اہلسنّت **قدس سرہٗ** ــــ دہلوی کی بولی کو کفر **لزومی** اور ضلالت وبددینی بلا شبہ جانتے ہیں اور دہلوی کو **ملزومُ الکفر** بے شک مانتے ہیں ــــ چنانچہ سل السیوف اوائل جواب میں فرمایا ــــ "**بلاشبہ** گروہ مذکور اور اس کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر **قطعاً یقیناً کفر لازم** ہے" ــــ

متکلمین جو احتمال فی الکلام کی صورت میں صرف **تکفیر** سے احتیاط کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں کلام کا ظاہر معنی کفر ہو مگر کسی غیر کفری معنی کا وہ احتمال بھی رکھتا ہو تو اس احتمال کے سبب اس **ظاہر معنی کی قائل کی طرف نسبت پر جزم ویقین** نہیں ہو سکے گا ــــ

الموت الاحمر میں فرمایا ــــ "یہ عدم تعین اس احتمال پر کہ شاید مرادِ قائل بعید وہ پہلوئے ابعد ہو صرف بطورِ **متکلمین**، مقامِ احتیاط میں اُسے **تکفیر** سے بچائے گا اُس کے ارادہ پر ہم کو جزم نہ دے گا" ــــ (**ص** ۳۲)

جیسا کہ احتمال فی **المتکلم** یعنی قولِ کفری کی اگرچہ وہ صریح ومتعین ہو قائل کی طرف نسبت میں احتمال ہونے کی صورت میں وہ **حضرات تکفیر** سے احتیاط کرتے ہیں یونہی احتمال فی **المتکلم** کی صورت میں بھی ــــ

اور جہاں کوئی احتمال نہ ہو وہاں تکفیر قطعی کلامی اجماعی ہے

اور یہ جو فرمایا ـــــ ''حکم او شرعاً قتل وتکفیر است'' ـــــ تو مبتدعینِ اہلِ تاویل کو خود حضراتِ صحابہ و تابعین ۔رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ۔ نے قتل کیا ہے ۔شفائے امام قاضی عیاض اور اس کی شرح علامہ علی قاری میں ہے

(لكنهم هجروهم) في الكلام والسلام والمقام والطعام (وادبوهم بالضرب والنفي والقتل) لارباب عتوهم وعنادهم (على قدر احوالهم) واختلاف اقوالهم

(ص ۵۳۰ نسیم الریاض)

ہاں حضراتِ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین نے مبتدعینِ اہلِ تاویل سے سلام کلام طعام اور نشست وبرخاست ترک فرمائی اور ان میں جو سرکش معاند تھے انہیں بقدرِ احوال واختلافِ اقوال مار کی سزا دی شہر بدر کیا اور قتل کیا۔

نیز کفر فقہی پر بھی حکم قتل وتکفیر آیا ہے

''اتحاف الابصار والبصائر مطبوع مصر ۱۸۶ میں ہے

كل كافر تاب فتوبته مقبولة في الدنيا والاخرة الا جماعة الكافر بسب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر الانبياء وبسب الشيخين او احدهما .

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۵۲۱)

جو کافر توبہ کرے اس کی توبہ دنیا وآخرت میں قبول ہے مگر کچھ کافر ایسے ہیں جن کی توبہ مقبول نہیں ایک وہ جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا دوسرا وہ کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں یا ایک کو بُرا کہنے کے باعث کافر ہوا۔

اور اگر یہ مانو کہ علامہ خیر آبادی نے یہاں روش کلامی ہی پر تکفیر کی ہے تو خود ''تحقیق الفتویٰ'' سے اقوال دہلوی کا جو لزوم وتبین آشکارا ہے اس سے تو مجال انکار نہیں اور متبین پر تکفیر کلامی نہیں ہوسکتی مگر اس صورت میں جو الموت الاحمر میں ارشاد ہوئی کہ ـــــ ''جمہور متکلمین اور ان کے موافقین فقہائے محققین اگر تکفیر کریں گے تو

یا احتمال نہ مانیں گے معنیٰ کفر میں متعین جانیں گے ـــــــ یا اطلاع نیت کے بعد'' ـــــــ (ص۴۴)

مگر جسے نیت پر اطلاع نہیں وہ کیونکر تکفیر کلامی کر سکے گا ـــــــ علامہ فضل رسول بدایونی ـ علیہ الرحمۃ والرضوان ـ علامہ خیر آبادی کے معاصر ہی ہیں ـــــــ آپ کی کتاب مستطاب المعتقد المنتقد پر نہایت فصیح وبلیغ عربیت اور نفیس مدح وثنا کے ساتھ علامہ خیر آبادی نے تقریظ بھی لکھی ہے ـــــــ اور پھر علامہ بدایونی نہ تو دہلوی کی تکفیر کرتے ہیں اور نہ ہی تحقیق الفتوی کے مصدقین میں ہیں ـــــــ دہلوی اور اس کے اقوال کے رد میں تحقیق الفتویٰ کا ''خلاصہ فتویٰ'' نقل بھی فرماتے ہیں ـــــــ جیسا کہ کوکبۂ شہابیہ اور سل السیوف وغیرہ میں امام اہلسنّت قدس سرہٗ نے فقہائے کرام وائمہ دین کے ارشادات سے دہلوی کے قول کا کفری ہونا اور اس پر کفر لازم ہونا ثابت فرمایا ہے ـــــــ

مگر خود علامہ بدایونی نے نہ تو المعتقد میں دہلوی کی تکفیر کی اور نہ ہی سیف الجبار میں کی ـــــــ جیسا کہ تحقیق جمیل درلزوم کفر اسماعیل میں ہم نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کی تقدیم میں بھی اس کا کافی اور پرمغز بیان ہے ـــــــ علامہ بدایونی قدس سرہٗ کی یہ وہ کتابیں ہے جن میں اول الذکر ''سیف الجبار'' کا موضوع ہی نجدی ودہلوی کے خرافات وبطالات کا رد ہے خود فرماتے ہیں

ـــــــ ''سردست جو فتنہ نجدیہ کا پھیل رہا ہے اس کا بیان کرنا بہت مناسب ہے کہ اکثر عوام اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اس سبب سے دھوکوں میں پڑے ہیں'' ـــــــ (ص۱۵)

اور ''المعتقد المنتقد'' وہ کتاب عقائد ہے کہ نجدی ودہلوی کی بدعات کا رد کرنا ہی اس کتاب کی تصنیف کا محرک ہوا ـــــــ اس کے خطبے میں خود فرماتے ہیں

طَلَعَ بِالنَّجْدِ قَرْنُ الشَّيْطَان، وَ صَرَفَ الرَّبُّ شَرَّهٗ مِنَ الْعَرَبِ عَلٰى يَدِ عسكر السلطان ' لكنهم لما غُلِبَ من العرب '	نجد میں شیطان کی سنگت نمودار ہوئی رب تعالیٰ نے اس کا روئے شر لشکر سلطانی کے ہاتھوں عرب سے پھیر دیا لیکن وہ سنگت جب عرب سے مغلوب ہوئی،

علـى سـواد الهند غَلَبَ و لكون الاَمْصارفى
تـلك الاَ عْصار بِيَدِ الْكُفَّار ، اِزْدَادَ الشرُّ فى
الانتشـار و الاشتهار، والذين كان فى قلوبهم
مِنْ قَبْلُ نَوْ عُ زَيْغٍ مِنْ مذهب اهل السنة اتَّبَعُوْه
ابتـغـاءَ الـفتنةِ و خلَطوا مع النجدية اَهْواء هم
و زَادُوْا رِجْسَهـم وشَـقـاء هم هَتَكُوْا حُرُماتِ
الـلّٰـهِ تـعـالى و عباده الذين اصطفىٰ **فوجب**
عـليالكَافَّة دفع مفاسـدهم وبيان فساد
عـقـائـدهـم ، و كـانوا من الذين تـصَدَّوْا لِاَنْ
يُـؤْخـذَ عنهم العلمُ الشريف وروايةُ الحديثِ
المُنيف، ويَـعِظُوْنَ الـعامّةَ وَيـزْجُرُوْنَهُمْ عن
الامـورالـمُحَرَّمَة **فَتَـأَكَّـدَ فيهم وجوبُ**
الردّ والانـكـارلـكـونهـم اَشَدَّ واقوىٰ فى
الاِضْرار و **اَمَـرَنِـىْ اٰمِر** وَاَنـا **حِلّ** بـالبـلد
الـحـرام اَنْ اَجْـمَعَ مـختصرًا فى علم العقائد
والكلام جامعا للفوائد السَّنِيّة حاويا للعقائد
السُّنِيَّة **مُتَـعَرِّضًا لضلا لات النجدِيِّين**

اطراف ہند پر چڑھ آئی ـــــ ان ایام میں ملک قبضۂ
کفار میں ہونے کے سبب اس کے شر کا خوب چرچا ہوا
اور خوب پھیلا پہلے ہی جن لوگوں کے دلوں میں مذہب
اہلسنّت سے ایک طرح کی کجی تھی وہ فتنہ جگانے کے لیے
اس کے پیچھے ہو لیے اور نجدیت کے ساتھ اپنی خواہشات
مخلوط کر کے خباثت وشقاوت اور زیادہ کر لی۔ الٰہی
عظمتوں اور برگزیدہ بندوں کی توہین کی **تو سب پر**
واجب ہوا کہ ان کی گندگیاں دور ہٹائیں اور **ان کے**
عقائد کی خباثت ظاہر کریں اور یہ گمراہ تاک میں تھے
کہ لوگ ان سے بلند رتبہ علوم حاصل کریں اور حدیث
عالی کی روایت لیں۔ یہ عوام کو وعظ ونصیحت کرتے اور
حرام کاموں سے ڈانٹ ڈپٹ کر باز رکھتے تو ان کے
بارے میں **ردو انکار کا وجوب** اور بھی **مؤکد** ہوا
کہ یہ نہایت سخت ضرر رساں ہوئے جب کہ میں شہر کریم
مکّہ معظّمہ میں قیام پذیر تھا ایک حکم دینے والے نے مجھے
حکم دیا کہ میں علم عقائد وکلام میں ایک مختصر رسالہ تالیف
کروں جو روشن فوائد کا جامع ہو عقائد سنیّت کو محیط ہو اور
ضلالاتِ نجدیہ کا تعاقب کرے

كما تعرض السلف لغوايات المبتدعين الماضيين ، لإماطة الأذىٰ عن طريق المسلمين . (المعتقد ص ۱۱)

جیسا کہ سلف نے مبتدعین ماضیہ کی ضلالات کا تعاقب کیا، تا کہ مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دور ہو۔

اسی المعتقد میں ـــــ دہلوی کی وہی طول طویل پُر ضلالت عبارت ـــــ جس پر علامہ خیر آبادی نے دہلوی کی تکفیر کی ـــــ اسی کو علامہ بدایونی نے بالاختصار نقل کر کے ـــــ اُسے اہلسنّت کے عقیدے کے خلاف اور گمراہی اور گمراہ گری قرار دیا ـــــ فرماتے ہیں

ـــــ" والنجدية خالفوا اهل السنة و الجماعة في الشفاعة ، و خلطوا مع الاعتزال أنواعا من الخبط والشناعة، قالوا ان الشفاعة بالوجاهة غير ممكنة ، واعتقادها كفر ، و كذاالشفاعة بالمحبة ، بقي الشفاعة بالاذن فصرح عمادهم في (تقوية الايمان) بتمثيل أن السارق ثبت عليه السرقة ، لكن ليس سارقا على الدوام ، و لم يجعل السرقة صنيعه ،لكنه صار القصور من شامة النفس فهو نادم عليه و يخاف ليلا ونهارا ، و يضع قانون السلطان على راسه و عينه، ويفهم نفسه من اهل التقصير ،

ـــــ" **نجدیہ عقیدۂ شفاعت میں اہل سنت کے مخالف** ہوئے اور گمراہ معتزلیوں کا عقیدہ لے کر اُس میں طرح طرح کی کورانہ روی اور خرابی بڑھالی۔ کہا کہ ـــــ "شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت دربارِ الٰہی میں ممکن نہیں۔ ایسی شفاعت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے ـــــ رہ گئی شفاعت بالاذن تو ان کے دہلوی پیشوا نے تقویۃ الایمان میں یہ نقشہ کھینچا کہ ـــــ" چور پر چوری ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہوگیا اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کا قانون سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیروار سمجھتا ہے

و مستوجبا للجزاء ' ولا يطلب جوار امير و وزير فرارا من السلطان ' و يظهر حماية احد في مقابلته ' والليل والنهار يرى وجهه فقط أنه ما يحكم في حقي ' فالسلطان بمشاهدة حاله على هذاالمنوال يرحم عليه ' و لكن نظرا الى قانون السلطنة لايقدر على العفو عنه بلا سبب ' لئلا ينقص قدر حكمه في قلوب الناس ' فواحد من الأمراء والوزراء بعد اراك أن هذامرضى السلطان يشفع له والسلطان لزيادة عزته في الظاهر باسم شفاعته يعفو عنه ' هذا هو الشفاعة باذن ' و هذاالقسم يمكن في جنابه تعالى ' و كل نبي وولي ذكر شفاعته في القرآن والحديث فهذه معناه انتهى ملخصا مترجما

فانكار الوجاهة والمحبة مخالفة صريحة للآيات الكريمة

كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ـ (پ۲۲ع۶ آیت ۶۹)

اورلائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر ووزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اوراس کے مقابلے میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اس کا منھ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمادے؟ اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اُس پر ترس آتا ہے مگر آئینِ بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرسکتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اُس کے آئین کی قدر نہ گھٹ جائے کوئی امیر ووزیر بادشاہ کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور باشاہ امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کردیتا ہے یہی شفاعت بالاذن ہے۔

اللہ کی جناب میں اِس قسم کی شفاعت ہوسکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے اس کے معنٰی یہی ہیں''۔۔۔ دہلوی کی عبارت اختصار کے ساتھ پوری ہوئی

وجاہت اور محبت کا انکار ان آیاتِ کریمہ کی صریح مخالفت ہے کہ

اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے۔

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ (پ۳ ع۱۳ آیت ۴۵)

روادار ہوگا دنیا اور آخرت میں ۔

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ (پ۳ ع۱۲ آیت ۳۱)

تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

وفي تخصيص الشفاعة بالتائبين والنادمين المخصوصين بالخصوصيات المذكورة الذين كأنهم النجدية مخالفة صريحة لأهل السنة و موافقة للمعتزلة والقيود المذكورة في الشفاعة الممكنة تبطل الشفاعة العامة المتفقة عليها ' و قوله

اور گناہوں سے توبہ کرنے والے ندامت سے سرشار جن میں وہ سب خصوصیات ہوں جو اوپر بتائیں گویا کہ اُن خصوصیات کے حامل یہ نجدی وہابی ہی ہیں شفاعت صرف ایسوں کے لیے ماننا **اہلسنّت کی صریح مخالفت اور فرقہ معتزلہ سے میل موافقت ہے۔** اور دربار الٰہی میں ہوسکتی شفاعت میں جو قیدیں بتائیں وہ اُس عام شفاعت کو جو کہ متفق علیہ ہے باطل ٹھہراتی ہیں

'' فلا يقدر على العفو عنه بلا سبب '' غلو في الاعتزال ' وما بعده زائد عليه في الضلال ' ولما ظهر بما ذكرنا مخالفة النجدية في هذه العقيدة لأهل السنة لا حاجة الى تفصيل ما فيه من الضلال والتضليل '

(المعتقد المنتقد ص ۱۳۰)

اور دہلوی کا کہنا کہ ـــــ '' بے سبب درگزر نہیں کرسکتا '' ـــــ یہ اعتزال کی گمراہی میں غلو اور زیادتی کرنا ہے ـــــ اور اس سے آگے جو کہا وہ اور زیادہ گمراہی ہے

جب ہمارے بیان سے عیاں ہوگیا کہ **نجدی وہابی** عقیدۂ شفاعت میں **اہلسنّت کے مخالف** ہیں تو دہلوی عبارت میں جو کچھ گمراہی وگمراہ گری ہے اس کی تفصیل کی حاجت نہیں ۔

اور جب علامہ بدایونی قدس سرہٗ معاصر ہوکر ـــــ بوجہ لزوم وتبین ـــــ دہلوی کی ـــــ باتباع متکلمین ـــــ صرف تضلیل ـــــ پر اکتفاء کرتے ہیں ـــــ خود تکفیر نہیں فرماتے ہیں ـــــ تو امام اہلسنّت قدس سرہٗ نے اگر ـــــ بوجہ عدم عِلمِ نیت ـــــ باتباع متکلمین ـــــ دہلوی کی تکفیر ـــــ سے کف لسان ـــــ فرمایا اور اس صراحت کے ساتھ کہ ـــــ ''نیت معلوم نہ ہونے ہی کا تو سبب ہے کہ اپنا مسلک وہ ارشاد فرمایا کہ مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ ـــــ جہاں بحث فقہی تھی بوجہ تبین، بطور فقہا تکفیر لکھی ـ نیت سے بحث نہ کی ـ اور جب مسلکِ متکلمین ومختار ذکر فرمایا بوجہ عدم عِلمِ نیت، تکفیر سے احتیاط کی '' ـــــ (الموت الاحمر ص ۳۴) ـــــ

تو کس عقل ودین رکھنے والے کو اس میں گنجائش ہے کہ وہ اسے تکفیر دیوبندیہ سے کف لسان کے لیے آڑ بنائے ـــــ کہ وہ صریح ومتعین ونا قابلِ تاویلِ بعید والبعد، اقوالِ کفریۂ دیوبندیہ کہ خود دیوبندیہ کی طرف سے عالم آشکار اور شدید ومدید ردو مواخذات پر کوئی احتمالِ اسلام بتانے سے عاجز رہ کر اُن عبارات کے متعین فی الکفر ہونے کا قبول بھی ان کی طرف سے عالم آشکار ـــــ تو ان اقوال پر دیوبندیہ کی تکفیر قطعی کلامی سے مفر کہاں؟

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی سچی محبت اور ان کے دشمنوں سے سچی نفرت وعداوت دے ـــــ ان کی سچی محبت جس کے دل میں جاں گزیں ہوتی ہے وہ باطل کی حمایت کو نہایت شنیع وقبیح جانتا اور اس سے بہت دور بھاگتا ہے ـــــ

حضرت شاہ عبد اللطیف دہلوی ثم سنبھلی علیہ الرحمہ (۱۲۰۷ھ ـ ۱۳۴۰ھ) کو مولوی یاسین خام سرائی نے اپنی وہابیت چھپا کر اور خود کو سنی ظاہر کر کے اپنے یہاں جلسہ میں بلایا ـــــ

امام اہل سنت قدس سرہ نے بغرض آگاہی دیوبندیوں کی حفظ الایمان وبراہین وتحذیر وفوٹو فتوائے گنگوہی اور اُن کے علاوہ حسام الحرمین دیگر ـــــ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں ؒ بھائی مولینا حسن رضا خاں اور بھانجے مولینا شاہد علی خاں کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجا ـــــ

ان حضرات کے محض پہونچ جانے سے تمام وہابی دیو بندی فرار ہو گئے اور خود مولوی یاسین خانہ نشین اور اپنے گھر میں پناہ گزیں ہو گیا

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت ایمانی ونو رایقانی کہ دیو بندی عبارتوں اور ان پر فتوائے حسام الحرمین دیکھ کر فوراً مولوی یاسین کو بلوایا ـــــ بار بار باصرار بلوانے پر وہ بمشکل آیا تو اس سے فرمایا ـــــ مولوی صاحب! ان کتابوں کے لکھنے والوں کو تم مسلمان مانتے ہو یا کافر ـــــ اس نے کئی مرتبہ پہلوتہی کے بعد آخر میں مجبوراً کہا کہ ـــــ ''ان (علمائے دیو بند) کی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے سب حق ہے'' ـــــ یہ سنتے ہی حضرت شاہ صاحب کو جلال آ گیا اور فوراً فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی تمہارے مذہب پر اور تمہارے جلسے پر ـــــ اور ان حضرات علماء سے فرمایا کہ ـــــ

ـــــ '' یہ تو اعلیٰ حضرت قبلہ کا ہم پر احسان ہے کہ ـــــ ان عبارات کفریہ پر ـــــ علمائے کرام حرمین طیبین سے بھی فتوائے شرعیہ حاصل فرما کر کتاب حسام الحرمین میں شائع فرما کر ہم سنیوں کے لیے مزید اطمینان کا سامان بھی مہیا فرما دیا ـــــ اگر یہ فتاوائے مبارکہ ہمارے سامنے موجود نہ ہوتے تو بھی ہم پر اور ہر ایک سنی مسلمان پر فرض تھا ان عبارات کو دیکھتے ہی ان کے معانی کو سمجھتے ہی فوراً ان کو کفر وارتداد اور ان کے لکھنے والوں کو کافر مرتد کہتے ـــــ مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ یہ لوگ وہابی دیو بندی کافر مرتد ہیں۔

علی رؤس الاشہاد حق کا یہ اعتراف اور اعلان فرمانے کے ساتھ ـــــ نور الٰہی کی ان کے قلب میں یہ جلوہ گری ـــــ کہ اگر چہ اس کی دعوت پر اس کے جلسے میں گئے تھے مگر ان حضرات علماء سے فرمایا ـــــ ''آپ حضرات کوئی سواری منگا دیں میں یہاں سے چلا جاؤں ان حضرات نے کہا ـــــ

اعلیٰ حضرت قبلہ نے آپ کے لیے پالکی بھیجی ہے فوراً ہی کھڑے ہوئے اور امام اہل سنت کے در دولت پر آ گئے۔

(ماخوذ از ترجمان اہل سنت ص ۴۳ ج ۲)

بالجملہ مرتدینِ دیوبندیہ کے کفرِ صریح پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہ ماننا خود کفر وارتداد ہے ـــــ اللہ ایمان والوں کا والی ہمیں اور ہر مسلمان کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور کسی بھی طرح کی حملۂ باطل کی تاریکی سے بچائے اور اپنے محبوب ـ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـ کی سچی محبت پر دنیا سے اٹھائے آمین والحمد للہ رب العلمین

حررہ بقلمہ الفقیر **محمد کوثر حسن** السنّی الحنفی القادری الرضوی غفرلہٗ

سہ شنبہ ۱ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۱ء

